قُلْ اِنَّ الْفَضْلَ بِيَدِ اللّٰهِ ۚ يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَآءُ ۗ وَاللّٰهُ وَاسِعٌ عَلِيْمٌ (آل عمران 74)

روزنامہ

الفضل لندن

مدیر۔ ابو سعید

Online Edition

بدھ 22 ستمبر 2021ء | 14 صفر 1443 ہجری قمری | 22 تبوک 1400 ہجری شمسی | جلد:3 | شمارہ:225

فرمانِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم

غیب کا علم صرف خدا کو ہے

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ اگر تم سے کوئی یہ کہتا ہے کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے رب کو دیکھا تو وہ غلط کہتا ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ اپنے بارے میں خود کہتا ہے کہ نظریں اس کو دیکھ نہیں سکتیں اور جو کوئی کہتا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم غیب جانتے تھے تو غلط کہتا ہے کیونکہ خداوند تعالیٰ خود کہتا ہے کہ غیب کا علم اللہ کے سوا اور کسی کو نہیں۔

(صحیح بخاری، کتاب التوحید بَابُ قَوْلِ اللّٰہِ تَعَالیٰ عٰلِمُ الْغَیْبِ فَلَا یُظْھِرُ عَلٰی غَیْبِہٖٓ اَحَدًا)

حضرت سلطان القلمؑ کے رشحات قلم

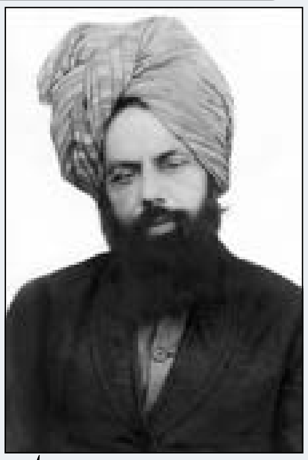

دلائل ہستی باری تعالیٰ

دوسری دلیل خدا تعالیٰ کی ہستی پر قرآن شریف نے خدا تعالیٰ کا علت العلل ہونا قرار دیا ہے جیسا کہ وہ فرماتا ہے:

وَاَنَّ اِلٰی رَبِّکَ الْمُنْتَھٰی ﴿۴۳﴾ (النجم:43)

یعنی تمام سلسلہ علل ومعلولات کا تیرے رب پر ختم ہو جاتا ہے۔ تفصیل اس دلیل کی یہ ہے کہ نظر تعمّق سے معلوم ہوگا کہ یہ تمام موجودات علل ومعلول کے سلسلہ سے مربوط ہے۔ اسی وجہ سے دنیا میں طرح طرح کے علوم پیدا ہوگئے ہیں کیونکہ کوئی حصہ مخلوقات کا نظام سے باہر نہیں۔ بعض بعض کے لئے بطور اصول اور بعض بطور فروع کے ہیں اور یہ تو ظاہر ہے کہ علّت یا تو خود اپنی ذات سے قائم ہوگی یا اس کا وجود کسی دوسری علّت کے وجود پر منحصر ہوگا۔ اور پھر یہ دوسری علّت کسی اور علت پر، وعلیٰ ہذا القیاس۔ اور یہ تو جائز نہیں کہ اس محدود دنیا میں علل ومعلول کا سلسلہ کہیں جاکر ختم نہ ہو اور غیر متناہی ہو۔ تو بالضرورت ماننا پڑا کہ یہ سلسلہ ضرور کسی اخیر علت پر جاکر ختم ہو جاتا ہے۔ پس جس پر اس تمام سلسلہ کا انتہاء ہے وہی خدا ہے۔ آنکھ کھول کر دیکھ لو کہ آیت وَاَنَّ اِلٰی رَبِّکَ الْمُنْتَھٰی اپنے مختصر لفظوں میں کس طرح اس دلیل مذکورہ بالا کو بیان فرما رہی ہے۔ جس کے یہ معنی ہیں کہ انتہاء تمام سلسلہ کی تیرے رب تک ہے۔

(اسلامی اصول کی فلاسفی، روحانی خزائن جلد 10 صفحہ 369)

ارشادِ باری تعالیٰ

وَاَنَّ اِلٰی رَبِّکَ الْمُنْتَھٰی ﴿۴۳﴾

(النجم: 43)

ترجمہ: اور یہ بھی کہ (گزشتہ اور موجودہ تمام قوموں کا) آخری فیصلہ تیرے رب کے ہاتھ میں ہی ہے۔

فرمان خلیفہ وقت

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں:

دنیا میں جتنی چیزیں ہیں، جتنی ان کی خوبیاں نظر آتی ہیں، جہاں جہاں خوبصورتی نظر آتی ہے، حسن نظر آتا ہے۔ انسان دیکھتا ہے اس کو فائدے پہنچ رہے ہوتے ہیں۔ ہر قسم کی چیزیں جو ہیں وہ اللہ تعالیٰ کے فیض عام کی وجہ سے ہیں اور اس کے فیض سے کوئی خالی نہیں چاہے وہ کوئی بھی ہو۔ فرمایا کہ

’’وہی تمام فیوض کا مبدء ہے اور تمام انوار کا علت العلل اور تمام رحمتوں کا سرچشمہ ہے‘‘ (اسی سے تمام فیض پھوٹتے ہیں۔ وہی تمام نوروں کا سبب اور ذریعہ ہے۔ وہی ہے جہاں سے رحمتوں کے چشمے پھوٹتے ہیں) ’’اسی کی ہستی حقیقی تمام عالَم کی قیّوم اور تمام زیر وزبر کی پناہ ہے۔‘‘ (یعنی تمام دنیا کے قائم رکھنے کے لئے اور جو بھی اس میں شکست وریخت ہو رہی ہے یا جو بھی تبدیلیاں پیدا ہو رہی ہیں وہ اسی کی طرف لوٹتی ہیں) ’’وہی ہے جس نے ہر ایک چیز کو ظلمت خانۂ عدم سے باہر نکالا‘‘ (جو اندھیروں میں پڑی ہوئی چیزیں تھیں ان کو باہر نکالا) ’’اور خلعتِ وجود بخشا۔ بجز اس کے کوئی ایسا وجود نہیں ہے کہ جو فی حد ذاتہ واجب اور قدیم ہو۔‘‘ (اس کے علاوہ کوئی ہستی نہیں، کوئی وجود نہیں جو اپنی ذات میں اس بات کا حقدار ٹھہرتا ہو اور ہمیشہ سے ہو) ’’یا اس سے مستفیض نہ ہو بلکہ خاک اور افلاک اور انسان اور حیوان اور حجر اور شجر اور روح اور جسم سب اسی کے فیضان سے وجود پذیر ہیں۔‘‘ (یہ دنیا، ہماری دنیا بھی، آسمان بھی، انسان بھی، حیوان بھی، پتھر بھی، درخت بھی، روح جسم ہر چیز جو ہے وہ اللہ تعالیٰ کے فیض سے ہی وجود میں ہے۔)

(براہین احمدیہ، روحانی خزائن جلد 1 صفحہ 191-192 حاشیہ نمبر 11)

(خطبہ جمعہ 18/ اپریل 2014ء بحوالہ الاسلام ویب سائٹ)

اس شمارہ میں

- نیلے افق میں طالع کہیں دور جا بسا (منظوم)
- احکام خداوندی
- تلاوت قرآن کریم سے متعلق خلفائے احمدیت کی تڑپ
- مختلف ممالک کے بارے میں حضرت مسیح موعودؑ کے ارشادات

دربارِ خلافت

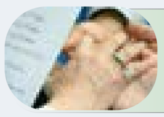

اعتقادی اور عملی اصلاح کا دوسرے مسلمانوں پر اثر

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں:

پھر اس عقیدے کا اظہار فرماتے ہوئے کہ خدا تعالیٰ کی ذات کے سوا ہر شے فانی ہے آپ نے واضح فرمایا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام بھی ایک انسان تھے، نبی اللہ تھے اور اس لحاظ سے اُن کی بھی ایک عمر کے بعد وفات ہوگئی۔ ہاں صلیبی موت سے اللہ تعالیٰ نے اُن کو بچا لیا اور صلیب کے زخموں سے صحت یاب فرمایا اور پھر انہوں نے ہجرت کی اور کشمیر میں آپ کی وفات ہوئی۔ بہر حال حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے وفات پانے کے عقیدے کے بارے میں آپ ایک جگہ فرماتے ہیں۔

’’مَیں حضرت مسیح علیہ السلام کو فوت شدہ اور داخل موتیٰ ایماناً و یقیناً جانتا ہوں اور ان کے مرجانے پر یقین رکھتا ہوں۔ اور کیوں یقین نہ رکھوں جب کہ میرا مولیٰ، میرا آقا اپنی کتاب عزیز اور قرآن کریم میں ان کو متوفّیوں کی جماعت میں داخل کر چکا ہے اور سارے قرآن میں ایک دفعہ بھی ان کی خارق عادت زندگی اور ان کے دوبارہ آنے کا ذکر نہیں بلکہ ان کو صرف فوت شدہ کہہ کر پھر چُپ ہوگیا۔ لہٰذا اُن کا زندہ بجسدہٖ العنصری ہونا اور پھر دوبارہ کسی وقت دنیا میں آنا نہ صرف اپنے ہی الہام کی رُو سے خلاف واقعہ سمجھتا ہوں بلکہ اس خیال حیاتِ مسیح کو نصوص بیّنہ قطعیہ یقینیہ قرآن کریم کی رو سے لغو اور باطل جانتا ہوں۔‘‘

(آسمانی فیصلہ، روحانی خزائن جلد 4 صفحہ 315)

یعنی قرآنِ کریم کی جو بڑی یقینی اور قطعی اور کھلی کھلی آیات ہیں، اُن کی رُو سے حضرت عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ السلام کو فوت شدہ سمجھتا ہوں اور اُن کی حیات کے خیال کو لغو اور باطل سمجھتا ہوں۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ایک جگہ یہ بھی فرمایا ہے کہ اعتقادی لحاظ سے تم میں اور دوسرے مسلمانوں میں کوئی فرق نہیں ہے۔ ارکانِ اسلام کو ماننے کا اُن کا بھی دعویٰ ہے، تمہارا بھی ہے۔ ایمان کے جتنے رُکن ہیں، جس طرح ایک احمدی اُن پر ایمان لانے کا دعویٰ کرتا ہے، دوسرے بھی منہ سے یہی دعویٰ کرتے ہیں، بلکہ یہاں تک ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بعثت کے بعد ایک طبقہ حضرت عیسیٰ کی وفات پر یقین کرنے لگ گیا ہے۔ پھر خونی مہدی کا جو نظریہ تھا کہ مہدی آئے گا اور قتل کرے گا اور اصلاح کرے گا، اُس کے بارے میں بھی نظریات بدل گئے ہیں۔ گزشتہ جمعہ سے پہلا جمعہ جو گزرا ہے، جس میں مَیں نے صحابہ کے واقعات سنائے تھے۔ اُن میں ایک صحابی نے جب مولوی محمد حسین صاحب بٹالوی سے پوچھا کہ آپ نے خونی مہدی کا انکار کیا ہے اور لوگوں کو آپ کچھ کہتے ہیں، ویسے سنا ہے انکار کرتے ہیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام جب یہ کہتے ہیں کہ خونی مہدی کوئی نہیں آئے گا تو اس پر آپ اعتراض کرتے ہیں۔ تو انہوں نے کہا کہ جاؤ، تم نے مرزا صاحب کی بیعت کرنی ہے تو کرو۔ اس چکر میں نہ پڑو۔ جو میرا نظریہ تھا یا ہے۔ تو وہ ڈھٹائی میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے خلاف چپ کھڑے ہوں گے تو یہی کہیں گے کہ خونی مہدی نے بھی آنا ہے اور مسیح نے بھی آنا ہے لیکن ویسے کئی ایسے ہیں جن کے نظریات بدل چکے ہیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے آنے سے مسلمانوں میں بعض عقائد میں بھی درستی پیدا ہوئی ہے بلکہ حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے آج سے چھہتر سال پہلے اعتقادی اور عملی اصلاح کے موضوع پر، ایک خطبہ میں نہیں بلکہ اس موضوع پر خطبات کا ایک سلسلہ جاری کیا جس میں کئی خطبے تھے۔ اُن میں آپ نے یہاں تک فرمایا کہ ہندوستان میں پڑھے لکھے لوگوں میں سے شاید دس میں سے ایک بھی نہ ملے جو حیاتِ مسیح کا قائل ہو۔

(ماخوذ از خطبات محمود جلد 17 صفحہ 317 خطبہ جمعہ 22 مئی 1936ء)

اسی طرح قرآنِ کریم کی آیات کی منسوخی کا جہاں تک سوال ہے عموماً اب اس میں ناسخ ومنسوخ کا ذکر نہیں کیا جاتا، وہ شدت نہیں پائی جاتی جو پہلے تھی۔

(ماخوذ از خطبات محمود جلد 17 صفحہ 318 خطبہ جمعہ 22 مئی 1936ء)

حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے یہ بھی ثابت فرمایا ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بعثت کے بعد بعض عقائد پر دوسرے مسلمان جو بڑی شدت رکھتے تھے، وہ بھی اب دفاعی حالت میں آ گئے ہیں، وہ شدت کم ہوگئی ہے، یا مانتے ہیں یا خاموش ہو جاتے ہیں۔

(ماخوذ از خطبات محمود جلد 17 صفحہ 329 خطبہ جمعہ 29 مئی 1936ء)

(خطبہ جمعہ 30/ مارچ 2012ء بحوالہ الاسلام ویب سائٹ)

نیلے افق میں طالع کہیں دور جا بسا

نیلے افق میں طالع کہیں دور جا بسا
پردیس میں وہ آنکھوں کا اب نور جا بسا
دے کر ہماری آنکھوں کو اشکوں کی وہ رتیں
جنت کی سر زمین پہ مغفور جا بسا
وہ چاندنی بکھیرنے افریقہ تھا گیا
ٹوٹا جو چاند اس کا واں سب نور جا بسا
بچھڑا بھری بہار میں خوشبو بھرا گلاب
مٹی بھی مہکے اس میں اک منصور جا بسا
پیارا تھا وہ حضور کا جو صبح نور تھا
بن کر شہید تاروں میں مسرور جا بسا
خادم تھا اور غلام تھا دین متین کا
قربان ہو کے دور وہ مشہور جابسا
اہل وفا کے سلسلے کا تھا وہ شہسوار
طے کرنے رستے نور کے وہ دور جابسا
زخمی دلوں کو کرکے وہ اک سیل غم عطا
خود عرش کی زمین پہ مبرور جا بسا

عبدالجلیل عباد۔ جرمنی

قدسیہ نوروالا۔ ناروے

احکام خداوندی

قسط نمبر 9

حضرت مسیح موعودؑ فرماتے ہیں:

’’جو شخص قرآن کے سات سو حکم میں سے ایک چھوٹے سے حکم کو بھی ٹالتا ہے وہ نجات کا دروازہ اپنے ہاتھ سے بند کرتا ہے۔‘‘

(کشتی نوح)

حج

’’حج ایک اعلیٰ درجہ کی چیز ہے جو کمال سلوک کا آخری مرحلہ ہے۔‘‘

(حضرت مسیح موعود علیہ السلام)

حج کی ترغیب دلانا

- وَاَذِّنۡ فِی النَّاسِ بِالۡحَجِّ یَاۡتُوۡکَ رِجَالًا وَّعَلٰی کُلِّ ضَامِرٍ یَّاۡتِیۡنَ مِنۡ کُلِّ فَجٍّ عَمِیۡقٍ۔

(الحج: 28)

ااور لوگوں میں حج کا اعلان کر دے وہ تیرے پاس پاپیادہ آئیں گے اور ہر ایسی سواری پر بھی جو لمبے سفر کی تکان سے دبلی ہوگئی ہو۔ وہ (سواریاں اور چیزیں) ہر گہرے اور دور کے رستے سے آئیں گی۔

صاحب استطاعت کے لئے حج بیت اللہ کی فرضیت

- وَلِلّٰہِ عَلَی النَّاسِ حِجُّ الۡبَیۡتِ مَنِ اسۡتَطَاعَ اِلَیۡہِ سَبِیۡلًا۔

(آل عمران: 98)

اور لوگوں پر اللہ کا حق ہے کہ وہ (اس کے) گھر کا حج کریں (یعنی) جو بھی اس (گھر) تک جانے کی استطاعت رکھتا ہو۔

صفا اور مروہ کا طواف

- اِنَّ الصَّفَا وَالۡمَرۡوَۃَ مِنۡ شَعَآئِرِ اللّٰہِ ۚ فَمَنۡ حَجَّ الۡبَیۡتَ اَوِ اعۡتَمَرَ فَلَا جُنَاحَ عَلَیۡہِ اَنۡ یَّطَّوَّفَ بِہِمَا ؕ وَمَنۡ تَطَوَّعَ خَیۡرًا ۙ فَاِنَّ اللّٰہَ شَاکِرٌ عَلِیۡمٌ۔

(البقرۃ: 159)

یقیناً صفا اور مروہ شعائر اللہ میں سے ہیں۔ پس جو کوئی بھی اس بیت کا حج کرے یا عمرہ ادا کرے تو اس پر کوئی گناہ نہیں کہ وہ ان دونوں کا بھی طواف کرے۔ اور جو نفلی طور پر نیکی کرنا چاہے تو یقیناً اللہ شکر کا حق ادا کرنے والا (اور) دائمی علم رکھنے والا ہے۔

حج کے دوران شہوانی باتوں اور جھگڑے وغیرہ سے پرہیز

- فَمَنۡ فَرَضَ فِیۡہِنَّ الۡحَجَّ فَلَا رَفَثَ وَلَا فُسُوۡقَ ۙ وَلَا جِدَالَ فِی الۡحَجِّ۔

(البقرۃ: 198)

پس جس نے ان (مہینوں) میں حج کا عزم کرلیا تو حج کے دوران کسی قسم کی شہوانی بات اور بدکرداری اور جھگڑا (جائز) نہیں ہوگا۔

حج کے دوران اللہ کے فضل کی جستجو کرو

- لَیۡسَ عَلَیۡکُمۡ جُنَاحٌ اَنۡ تَبۡتَغُوۡا فَضۡلًا مِّنۡ رَّبِّکُمۡ۔

(البقرۃ: 199)

تم پر کوئی گناہ تو نہیں کہ تم اپنے ربّ سے فضل چاہو

عرفات سے واپسی پر مشعر حرام کے پاس ذکر الٰہی کی تلقین

- فَاِذَاۤ اَفَضۡتُمۡ مِّنۡ عَرَفٰتٍ فَاذۡکُرُوا اللّٰہَ عِنۡدَ الۡمَشۡعَرِ الۡحَرَامِ۔

(البقرۃ: 199)

پس جب تم عرفات سے لوٹو تو مشعر حرام کے پاس اللہ کا ذکر کرو۔

قربانی کا گوشت اور خون اللہ تک نہیں پہنچتا محض تقویٰ پہنچتا ہے

- لَنۡ یَّنَالَ اللّٰہَ لُحُوۡمُہَا وَلَا دِمَآؤُہَا وَلٰکِنۡ یَّنَالُہُ التَّقۡوٰی مِنۡکُمۡ۔

(الحج: 38)

ہرگز اللہ تک نہ ان کے گوشت پہنچیں گے اور نہ ان کے خون لیکن تمہارا تقویٰ اس تک پہنچے گا

قربانی کا اعلیٰ معیار (آنحضور ﷺ کی ذات)

- قُلۡ اِنَّ صَلَاتِیۡ وَنُسُکِیۡ وَمَحۡیَایَ وَمَمَاتِیۡ لِلّٰہِ رَبِّ الۡعٰلَمِیۡنَ۔

(الانعام: 163)

تو کہہ دے کہ میری عبادت اور میری قربانیاں اور میرا جینا اور میرا مرنا اللہ ہی کے لئے ہے جو تمام جہانوں کا ربّ ہے۔

قربانی کے گوشت کی تقسیم

- فَکُلُوۡا مِنۡہَا وَاَطۡعِمُوا الۡبَآئِسَ الۡفَقِیۡرَ۔

(الحج: 29)

پس ان میں سے (خود بھی) کھاؤ اور محتاج ناداروں کو بھی کھلاؤ۔

شعائر اللہ کی تعظیم

- یٰۤاَیُّہَا الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا لَا تُحِلُّوۡا شَعَآئِرَ اللّٰہِ وَلَا الشَّہۡرَ الۡحَرَامَ وَلَا الۡہَدۡیَ وَلَا الۡقَلَآئِدَ وَلَاۤ آٰمِّیۡنَ الۡبَیۡتَ الۡحَرَامَ یَبۡتَغُوۡنَ فَضۡلًا مِّنۡ رَّبِّہِمۡ وَرِضۡوَانًا۔

(المآئدہ: 3)

اے لوگو جو ایمان لائے ہو! شعائر اللہ کی بے حرمتی نہ کرو اور نہ ہی حرمت والے مہینہ کی اور نہ قربانی کے جانوروں کی اور نہ ہی قربانی کی علامت کے طور پر پٹے پہنائے ہوئے جانوروں کی اور نہ ہی ان لوگوں کی جو اپنے ربّ کی طرف سے فضل اور رضوان کی تمنا رکھتے ہوئے حرمت والے گھر کا قصد کر چکے ہوں۔

احرام کی حالت میں شکار کی ممانعت

- یٰۤاَیُّہَا الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا لَا تَقۡتُلُوا الصَّیۡدَ وَاَنۡتُمۡ حُرُمٌ۔

(المآئدہ: 96)

اے لوگو جو ایمان لائے ہو! شکار مارا نہ کرو جب تم احرام کی حالت میں ہو۔

احرام کی حالت میں شکار کرنے کا کفارہ

- وَمَنۡ قَتَلَہٗ مِنۡکُمۡ مُّتَعَمِّدًا فَجَزَآءٌ مِّثۡلُ مَا قَتَلَ مِنَ النَّعَمِ یَحۡکُمُ بِہٖ ذَوَا عَدۡلٍ مِّنۡکُمۡ ہَدۡیًۢا بٰلِغَ الۡکَعۡبَۃِ اَوۡ کَفَّارَۃٌ طَعَامُ مَسٰکِیۡنَ اَوۡ عَدۡلُ ذٰلِکَ صِیَامًا لِّیَذُوۡقَ وَبَالَ اَمۡرِہٖ۔

(المآئدہ: 96)

اور تم میں سے جو اُسے جان بوجھ کر مارے تو اس کی سزا کے طور پر کعبہ تک پہنچنے والی ایسی قربانی پیش کرے جو اس جانور کے برابر ہو جسے اس نے مارا ہے، جس کا فیصلہ تم میں سے دو صاحبِ عدل کریں۔ یا پھر اس کا کفارہ مسکینوں کو کھانا کھلانا ہے یا پھر اس کے برابر روزے (رکھے) تا کہ وہ اپنے فعل کا بدنتیجہ چکھے۔

(700 احکام خداوندی از حنیف محمود)

ذیشان محمود۔ مبلغ سلسلہ سیرالیون

تلاوت قرآن کریم سے متعلق خلفائے احمدیت کی تڑپ اور احبابِ جماعت کو تحریکات

(قسط 1)

قارئین کی دلچسپی اور ایمانیات کو حرارت دینے کے لیے خلفاء کی تحریکات کا نیا سلسلہ شروع کیا جارہا ہے۔ جو ہر بدھ کو قارئین کے ایمان وایقان کو تازہ کیا کرے گا۔ یہ مائدہ مکرم ذیشان محمود آف سیرالیون تیار کیا کریں گے۔ امید ہے یہ مبارک سلسلہ قارئین کو خلافت کے ساتھ مزید پختگی کا باعث بنے گا۔

ایڈیٹر

قرآن کریم سے متعلق خلفائے کرام نے مختلف اوقات میں تلاوت قرآن کریم سے متعلق تحریکات پیش کیں۔ حضرت خلیفۃ المسیح الاولؓ کا ہر روزہ عمل صرف اور صرف قرآن کریم کے گرد گھومتا تھا۔ ایک بار حضرت شیخ یعقوب علی صاحب عرفانیؓ نے سوال کیا کہ آپ کی سب سے بڑی خواہش کیا ہے تو فرمایا:

’’مختصر الفاظ میں یہ ہے کہ قرآن مجید عملی طور پر کل دنیا کا دستور العمل ہو‘‘۔

(الحکم 7 جولائی 1911ء صفحہ 2 کالم 3)

پھر فرمایا:

’’قرآن کو مضبوط پکڑو۔ قرآن بہت پڑھو اور اس پر عمل کرو‘‘۔

(الحکم 21 جنوری 1911ء صفحہ 8 کالم 3)

انجمن موصیان قرآن پڑھائے

5/اگست 1966ء کو حضور نے انجمن موصیان اور موصیات قائم کرنے کا اعلان فرمایا تھا۔ خطبہ جمعہ 4/اپریل 1969ء میں حضور نے موصیان کو قرآن کریم پڑھنے اور پڑھانے کا خاص فریضہ سپرد کرتے ہوئے فرمایا:

’’خدا چاہتا تھا کہ یہ تنظیم قرآن کریم کے پڑھنے اور پڑھانے سے اپنا کام شروع کرے‘‘۔

پھر ان کے معین فرائض کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا:

ایک تو موصیوں کے صدر اور نائب صدر کی ذمہ داری یہ ہے کہ وہ اپنے حلقہ کے موصیوں کا جائزہ لے کر ایک ماہ کے اندر اندر ہمیں اس بات کی اطلاع دیں کہ کس قدر موصی قرآن کریم ناظرہ جانتے ہیں اور جو موصی قرآن کریم ناظرہ جانتے ہیں ان میں سے کس قدر موصی قرآن کریم کا ترجمہ جانتے ہیں اور جو موصی قرآن کریم کا ترجمہ جانتے ہیں ان میں سے کس قدر قرآن کریم کی تفسیر سیکھنے کی کوشش کرتے رہتے ہیں۔ دوسری ذمہ داری یہ ہے کہ ہر موصی کو قرآن کریم آتا ہو اور تیسری ذمہ داری آج میں ہر اس موصی پر جو قرآن کریم جانتا ہے یہ ڈالنا چاہتا ہوں کہ وہ دو ایسے دوستوں کو قرآن کریم پڑھائے جو قرآن کریم پڑھے ہوئے نہیں اور یہ کام باقاعدہ ایک نظام کے ماتحت ہو اور اس کی اطلاع نظارت متعلقہ کو دی جائے۔‘‘

(خطبات ناصر جلد 2 صفحہ 563-564)

حضور نے اس مقصد کے لئے 6 ماہ کا عرصہ مقرر فرمایا۔

اسی خطبہ میں حضور نے مجلس انصار اللہ کو خصوصیت سے مخاطب کرتے ہوئے فرمایا کہ وہ خود قرآن سیکھیں اور جن کے راعی ہیں ان کو بھی سکھائیں اسی طرح حضور نے خدام اور لجنہ کو بھی تعلیم القرآن کی نگرانی کا ارشاد فرمایا:

چھ ماہ میں ناظرہ قرآن ختم کریں۔

حضور نے موصیان کے سپرد تعلیم القرآن کے فریضہ کا ذکر کرتے ہوئے 20 جون 1969ء کے خطبہ میں فرمایا:

’’میں نے اس کے لئے چھ ماہ کا عرصہ رکھا تھا لیکن بہت سے دوستوں نے میری توجہ اس طرف پھیری ہے کہ چھ مہینے کے اندر سارے قرآن کریم کا ترجمہ پڑھ لینا یا بہتوں کے لئے ناظرہ پڑھ لینا بھی ممکن نہیں۔ پھر جیسا کہ میں نے بتایا ہے کہ قرآن کریم نہ ختم ہونے والا سمندر ہے۔ انسان ساری عمر قرآن کریم سیکھتا رہے پھر بھی وہ یہ دعویٰ نہیں کرسکتا کہ اس نے قرآنی علوم سب کچھ حاصل کرلیا ہے۔

بہرحال چونکہ بہت سوں کے لئے چھ ماہ کے عرصہ میں قرآن کریم ناظرہ سیکھنا یا اس کا ترجمہ سیکھنا مشکل ہے۔ بعض کے لئے شائد ممکن ہی نہ ہو اس لئے اس مدت کو چھ ماہ سے بڑھا کر جیسا کہ دوستوں نے مشورہ دیا ہے میں ڈیڑھ سال تک کر دیتا ہوں۔ مجھے امید ہے کہ ڈیڑھ سال میں سارے نہیں تو بڑی بھاری اکثریت اگر وہ دل سے قرآن کریم پڑھیں تو قرآن کریم ناظرہ پڑھ لیں گے اور ترجمہ سیکھنے والے ترجمہ سیکھ لیں گے۔

(خطبات ناصر جلد 2 صفحہ 690-691)

تلاوت کرنے اور ترجمہ سیکھنے کی تحریک

4 جولائی 1997ء کو حضور نے کینیڈا میں ایک جامع خطبہ ارشاد فرمایا اور تعلیم القرآن کی طرف خصوصی توجہ دلاتے ہوئے فرمایا:

’’کلام الٰہی سے محبت ایک ایسی چیز ہے جو نسلوں کو سنبھالے رکھتی ہے ... قرآن کریم پر زور دینا اور تلاوت سے اس کا آغاز کرنا بہت ہی اہم ہے۔ مگر تلاوت کے ساتھ ان نسلوں میں، ان قوموں میں جہاں عربی سے بہت ہی ناواقفیت ہے ساتھ ترجمہ پڑھنا ضروری ہے۔ ترجمے کے لئے مختلف نظاموں کے تابع تربیتی انتظامات جاری ہیں مگر بہت کم ہیں۔ جو اس سے فائدہ اٹھاتے ہیں یا اٹھا سکتے ہیں۔ اس لئے جب میں ایسی رپورٹیں دیکھتا ہوں کہ ہم نے فلاں جگہ قرآن کریم کی کلاس جاری کی یا فلاں جگہ قرآن کریم کی کلاس جاری کی تو میں ہمیشہ تعجب سے دیکھتا ہوں کہ اس کلاس میں سارے سال میں بھلا کتنوں نے فائدہ اٹھایا ہوگا اور جو فائدہ اٹھاتے بھی ہیں تو چند دن کے فائدے کے بعد پھر اس فائدے کو زائل کرنے میں باقی وقت صرف کر دیتے ہیں۔ وہی بچے ہیں جن کو آپ نے قرآن کریم سکھانے کی کوشش کی چند دن بعد ان سے پوچھ کے دیکھیں تو جو کچھ سیکھا تھا سب بھلا چکے ہوں گے۔ بڑی وجہ اس کی یہ ہے کہ ہماری جو بڑی نسل ہے اس نے قرآن کریم کی طرف پوری توجہ نہیں دی اور اکثر ہم میں بالغ مرد وہ ہیں جو دین سے محبت تو رکھتے ہیں لیکن ان کو یہ سلیقہ سکھایا نہیں گیا کہ قرآن سے محبت کے بغیر دین سے محبت رکھنا کوئی معنے نہیں رکھتا اس کی کوئی بھی حقیقت نہیں ہے۔

...پس تلاوت قرآن کریم کی عادت ڈالنا اور اس کے معانی پر غور سکھانا یہ ہماری تربیت کی بنیادی ضرورت ہے اور تربیت کی کنجی ہے جس کے بغیر ہماری تربیت ہو نہیں سکتی اور یہ وہ پہلو ہے جس کی طرف اکثر مربیان، اکثر صدران، اکثر امراء بالکل غافل ہیں۔ ان کو بڑی بڑی مساجد دکھائی دیتی ہیں، ان کو بڑے بڑے اجتماعات نظر آتے ہیں۔ وہ دیکھتے ہیں کہ بڑے جوش سے اور ذوق وشوق سے لوگ دور دور کا سفر کر کے آئے اور چند دن ایک جلسے میں شامل ہو گئے لیکن یہ چند دن کا سفر تو وہ سفر نہیں ہے جو سفر آخرت کے لئے مد ہوسکتا ہے۔ سفر آخرت کے لئے روزانہ کا سفر ضروری ہے اور روزانہ کے سفر میں زاد راہ قرآن کریم ہے۔ ... ہر گھر والے کا فرض ہے کہ وہ قرآن کی طرف توجہ دے، قرآن کے معانی کی طرف توجہ دے، ایک بھی گھر کا فرد ایسا نہ ہو جو روزانہ قرآن کے پڑھنے کی عادت نہ رکھتا ہو اور قرآن کریم کو پھر مضامین سمجھ کر پڑھے اور جو بھی ترجمہ میسر ہو اس کے ساتھ ملا کر پڑھے ... قرآن کریم کے ترجمے کے ساتھ پڑھنے کی طرف ساری جماعت کو متوجہ ہونا چاہئے کوئی بھی ایسا نہ ہو جس کے پاس سوائے اس کے کہ شرعی عذر ہو جو روزانہ قرآن کریم کی تلاوت سے محروم رہے۔

تلاوت کا آغاز تلاوت کے برتن قائم کرنے سے ہوتا ہے اور برتن سے میری مراد یہ ہے کہ شروع کر دیں تلاوت پھر رفتہ رفتہ علم بڑھائیں اور تلاوت کو معارف سے بھرنے کی کوشش کریں، معارف سے پہلے علم سے بھرنے کی کوشش ضرور کریں۔ ... میں چاہتا ہوں کہ اس صدی سے پہلے پہلے ہر گھر نمازیوں سے بھر جائے اور ہر گھر میں روزانہ تلاوت قرآن کریم ہو۔ کوئی بچہ نہ ہو جسے تلاوت کی عادت نہ ہو۔ اس کو کہیں تم ناشتہ چھوڑ دیا کرو مگر سکول سے پہلے تلاوت ضرور کرنی ہے اور تلاوت کے وقت کچھ ترجمہ ضرور پڑھو، خالی تلاوت نہیں کرو اور جب آپ یہ کام کر لیں گے تو پھر ارد گرد ... بنانے کی کوشش کریں اور ان نمازیوں کو گھروں سے ... کی طرف منتقل کریں کیونکہ وہ گھر جس کے بسنے والے خدا کے گھر نہیں بساتے قرآن کریم سے اور آنحضرت ﷺ سے معلوم ہوتا ہے کہ اللہ ایسے گھروں کو ویران کر دیا کرتا ہے۔ اللہ تعالیٰ آپ کو توفیق عطا فرمائے کہ ان تقاضوں کو پورا کریں۔‘‘

(الفضل انٹرنیشنل 12/اگست 1997ء)

خطبہ جمعہ 11 جولائی 1997ء میں پھر حضور نے جماعت کینیڈا کو مخاطب

کرکے فرمایا:

’’آپ دعا کریں گے تو اللہ تعالیٰ کے فضل کے ساتھ اگلے دوسال میں ضرور اللہ تعالیٰ ایسے حیرت انگیز نظارے دکھائے گا جن کا ہم تصور بھی نہیں کرسکتے۔لیکن ساری جماعت کو اس وقت کے لئے دعا کرنی چاہئے۔کیونکہ جتنے زیادہ تیزی کے ساتھ احمدی پھیلیں گے اتنے ہی زیادہ خطرات ہیں اور ان کو سنبھالنے کا کام بہت اہم ہے۔اس ضمن میں میں نے گزشتہ خطبہ میں جماعت احمدیہ کینیڈا کو اور اس کی وساطت سے آپ سب کو نصیحت کی تھی کہ ساتھ ساتھ بعض بنیادی علمی کمزوریاں ہیں ان کو دور کرنے کی کوشش کریں۔ان میں سے سب سے پہلے قرآن کریم کی طرف توجہ ہے۔جن گھروں میں باقاعدہ روزانہ قرآن کریم کی تلاوت ترجمے کے ساتھ نہیں ہوتی اور ترجمے کے ساتھ قرآن کریم نہیں پڑھایا جاتا آپ بودی نسلیں آگے بھیجیں گے۔نام کے احمدی رہیں گے اللہ بہتر جانتا ہے کہ کب تک رہیں اور کام کے کبھی بن بھی سکیں گے یا نہیں۔مگر جن کو بچپن سے قرآن سکھایا جائے اور قرآن کا...علم ہو۔یہ وہ لوگ ہیں جن کا قرآن باقی بستی پر غالب آیا کرتا ہے۔قرآن کو اپنے گھروں پر غالب کردیں اپنے بچوں پر غالب کردیں۔ہر بچے پر یہ فرض کردیں کہ وہ قرآن کریم کو سوچے سمجھے اور روزانہ کچھ نہ کچھ اتنا ضرور قرآن کا عرفان حاصل کرے کہ اس کے نتیجے میں اس کی اپنی تربیت شروع ہو جائے۔‘‘

(الفضل انٹرنیشنل 29 اگست 1997ء)

تلاوت کرنے کی تحریک

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ نے خطبہ جمعہ 16 ستمبر 2005ء میں فرمایا:

’’اللہ تعالیٰ کی رحمت کو جذب کرنے کے لئے اور فرشتوں کے حلقے میں آنے کے لئے ضروری ہے کہ ہم میں سے ہر ایک قرآن کریم پڑھے اور اس کو سمجھے،اپنے بچوں کو پڑھائیں،انہیں تلقین کریں کہ وہ روزانہ تلاوت کریں۔اور یاد رکھیں کہ جب تک ان چیزوں پہ عمل کرنے کے ماں باپ کے اپنے نمونے بچوں کے سامنے قائم نہیں ہوں گے اس وقت تک بچوں پہ اثر نہیں ہوگا۔اس لئے فجر کی نماز کے لئے بھی اٹھیں اور اس کے بعد تلاوت کے لئے اپنے پر فرض کریں کہ تلاوت کرنی ہے پھر نہ صرف تلاوت کرنی ہے بلکہ توجہ سے پڑھنا ہے اور پھر بچوں کی بھی نگرانی کریں کہ وہ بھی پڑھیں، انہیں بھی پڑھائیں۔جو چھوٹے بچے ہیں ان کو بھی پڑھایا جائے‘‘۔

(الفضل 7 فروری 2006ء)

بیوی بچوں کی روزانہ تلاوت کی طرف توجہ کریں

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز احباب جماعت کو قرآن کریم کی تلاوت اور اس کا ترجمہ اور تفسیر پڑھنے کی نصیحت کرتے ہوئے خطبہ جمعہ 24 ستمبر 2004ء میں فرماتے ہیں:

’’ہر احمدی کو اس بات کی فکر کرنی چاہئے کہ وہ خود بھی اور اس کے بیوی بچے بھی قرآن کریم پڑھنے اور اس کی تلاوت کرنے کی طرف توجہ دیں۔پھر ترجمہ پڑھیں پھر حضرت مسیح موعودؑ کی تفسیر پڑھیں...

پس بچوں کو بھی قرآن کریم پڑھنے کی عادت ڈالیں اور خود بھی پڑھیں۔ہر گھر سے تلاوت کی آواز آنی چاہئے۔پھر ترجمہ پڑھنے کی کوشش بھی کریں اور سب ذیلی تنظیموں کو اس سلسلے میں کوشش کرنی چاہئے،خاص طور پر انصار اللہ کو کیونکہ میرے خیال میں خلافت ثالثہ کے دور میں ان کے ذمے یہ کام لگایا گیا تھا۔اسی لئے ان کے ہاں ایک قیادت بھی اس کے لئے ہے جو تعلیم القرآن کہلاتی ہے۔اگر انصار پوری توجہ دیں تو ہر گھر میں باقاعدہ قرآن کریم پڑھنے اور اس کو سمجھنے کی کلاسیں لگ سکتی ہیں۔۔۔

اللہ کرے کہ ہم خود بھی اور اپنے بیوی بچوں کو بھی اس طرف توجہ دلانے والے ہوں اور اپنے دلوں کو منور کرنے والے ہوں اور قبولیت دعا کے نظارے دیکھنے والے ہوں۔جیسا کہ میں نے پہلے بھی کہا تھا کہ انصار اللہ کے ذمہ خلافت ثالثہ میں یہ لگایا گیا تھا کہ قرآن کریم کی تعلیم کو رائج کریں،قرآن کریم کی تلاوت کی طرف توجہ دیں۔گھروں کو بھی اس نور سے منور کریں لیکن ابھی بھی جہاں تک میرا اندازہ ہے انصار اللہ میں بھی 100 فیصد قرآن کی تلاوت کرنے والے نہیں ہیں۔اگر جائزہ لیں تو یہی صورتحال سامنے آئے گی اور پھر یہ کہ اس کا ترجمہ پڑھنے والے ہوں‘‘۔

(روزنامہ الفضل 7 دسمبر 2004ء)

(باقی آئندہ ان شاءاللہ)

آج کی دعا

وَمَا تَوۡفِيۡقِيۡۤ اِلَّا بِاللّٰهِ رَبِّ انۡطِقۡنَا بِالۡحَقِّ وَاکۡشِفۡ عَلَيۡنَا الۡحَقَّ وَاهۡدِنَاۤ اِلٰی حَقٍّ مُّبِيۡنٍ۔اٰمِيۡن ثُمَّ اٰمِيۡن

(خاتمہ براہین احمدیہ حصہ پنجم،روحانی خزائن جلد 21 صفحہ 414)

ترجمہ:

اللہ کے فضل کے علاوہ مجھے کوئی توفیق حاصل نہیں۔اے میرے رب!ہماری زبان پر حق جاری فرما دے اور ہم پر حق کھول دے۔اور ہماری کھلی (واضح) صداقت کی طرف رہنمائی فرما۔آمین ثم آمین

یہ حضرت اقدس مسیح موعودؑ علیہ السلام بانی سلسلہ احمدیہ مسلمہ کی حق وصداقت کے حصول کی پیاری دعا ہے۔

حضرت اقدس مسیح موعودؑ علیہ السلام نے اسلام کی حقانیت،قرآنِ کریم کے منجانب اللہ ہونے اور نبوت محمدیہ کے اثبات میں پچاس حصوں پر مشتمل ایک کتاب براہین احمدیہ لکھنے کا ارادہ فرمایا تھا جسکے 4 حصے 1880ء تا 1884ء میں شائع ہوئے جبکہ پانچواں حصہ 1905ء میں شائع ہوا۔یہ پانچواں حصہ حضرت مسیح موعودؑ کے مطابق پہلے حصوں کے لئے شرح کے طور پر ہے۔

حضرت مسیح موعودؑ ضمیمہ کے بعد خاتمہ بھی لکھنا چاہتے تھے جس کو چار فصلوں میں تقسیم کرنا چاہتے تھے اس کے بیان کے بعد حضورؑ نے مذکورہ بالا دعا فرمائی ہے۔

حضرت اقدس مسیح موعودؑ فرماتے ہیں:

پس مذکورہ بالا ضرورتوں کے لحاظ سے اس خاتمہ کو چار فصلوں پر منقسم کیا گیا ہے

(فصل اول)اسلام کی حقیقت کے بیان میں

(فصل دوم)قرآن شریف کی اعلیٰ اور کامل تعلیم کے بیان میں

(فصل سوم)ان نشانوں کے بیان میں جنکے ظہور کا براہین احمدیہ میں وعدہ تھا اور خدا نے میرے ہاتھ پر وہ ظاہر فرمائے۔

(فصل چہارم)ان الہامات کی تشریح میں جن میں میرا نام عیسیٰ رکھا ہے یا دوسرے نبیوں کے نام سے مجھے موسوم کیا ہے یا ایسا ہی اور بعض الہامی فقرے جو تشریح کے لائق ہیں بیان فرمائے ہیں۔اب ان شاءاللہ اسی تشریح سے فصولِ اربعہ کا ذیل میں ذکر ہوگا۔وَمَا تَوۡفِيۡقِيۡۤ اِلَّا بِاللّٰهِ رَبِّ انۡطِقۡنَا بِالۡحَقِّ وَاکۡشِفۡ عَلَيۡنَا الۡحَقَّ وَاهۡدِنَاۤ اِلٰی حَقٍّ مُّبِيۡنٍ۔اٰمِيۡن ثُمَّ اٰمِيۡن

(خاتمہ براہین احمدیہ حصہ پنجم، روحانی خزائن جلد 21 صفحہ 414)

مرسلہ:مریم رحمٰن

سید عمار احمد

ارشادات حضرت مسیح موعودؑ بابت مختلف ممالک وشہور

قسط 3

ارشادات برائے سیالکوٹ

دوسرے دن صبح نو بجے کی سیر میں ڈاکٹر لوقا کے ذکر پر جس کا بیان سیالکوٹ کے ایک اخبار میں سے گذشتہ دن سنایا گیا تھا، جس میں مرہم عیسیٰ کے ضمن میں لکھا گیا تھا۔ بہت دیر تک گفتگو ہوتی رہی۔ آپ نے مفتی محمد صادق صاحب اور مولوی اللہ دیا لودھیانوی کو مزید تحقیقات کا حکم دیا۔ دوران گفتگو فرمایا:

’’عربی میں لق چٹنی کو بھی کہتے ہیں۔‘‘ جس پر مفتی محمد صادق صاحب نے کہا کہ انگریزی میں لق چاٹنے کو کہتے ہیں۔ اس پر آپ نے فرمایا کہ ’’چٹنی تک تو بات پہنچ گئی ہے امید ہے کہ مرہم پٹی تک بھی نکل آوے‘‘۔ فرمایا انگریزی کتابوں اور تاریخ کلیسا سے اس کے حالات کے متعلق تحقیقات کرنی چاہیے۔ یہ ایک نئی بات نکلی ہے۔ پھر فرمایا ’’کہ یہ کچھ مشکل امر نہیں ہے۔ اگر ہم چاہیں تو لوقا پر توجہ کریں اور اس سے سب حال دریافت کریں، مگر ہماری طبیعت اس امر سے کراہت کرتی ہے کہ ہم اللہ تعالیٰ کے سوائے کسی اور کی طرف توجہ کریں۔ خدا تعالیٰ آپ ہمارے سب کام بناتا ہے۔

(ملفوظات جلد اول جدید ایڈیشن صفحہ 355-356)

سیالکوٹ کے ضلع کا ایک نمبردار تھا۔ اس نے بیعت کرنے کے بعد پوچھا کہ حضور اپنی زبان مبارک سے کوئی وظیفہ بتادیں۔

فرمایا کہ نمازوں کو سنوار کر پڑھو کیونکہ ساری مشکلات کی یہی کنجی ہے اور اسی میں ساری لذات اور خزانے بھرے ہوئے ہیں۔ صدق دل سے روزے رکھو۔ صدقہ وخیرات کرو۔ درود اور استغفار پڑھا کرو۔ اپنے رشتہ داروں سے نیک سلوک کرو۔ ہمسایوں سے مہربانی سے پیش آؤ۔ بنی نوع بلکہ حیوانوں پر بھی رحم کرو اور ان پر بھی ظلم نہ چاہیے۔ خدا سے ہر وقت حفاظت چاہتے رہو کیونکہ ناپاک اور نامراد ہے وہ دل جو ہر وقت خدا کے آستانہ پر نہیں گرا رہتا وہ محروم کیا جاتا ہے۔ دیکھو اگر خدا ہی حفاظت نہ کرے تو انسان کا ایک دم گذارہ نہیں۔ زمین کے نیچے سے لے کر آسمان کے اوپر تک کا ہر طبقہ اس کے دشمنوں کا بھرا ہوا ہے۔ اگر اسی کی حفاظت شامل حال نہ ہو تو کیا ہوسکتا ہے۔ دعا کرتے رہو کہ اللہ تعالیٰ ہدایت پر کار بند رکھے۔ کیونکہ اس کے ارادے دو ہی ہیں۔ گمراہ کرنا اور ہدایت دینا جیسا کہ فرماتا ہے یُضِلُّ بِهٖ كَثِيْرًا ۙ وَّيَهْدِىْ بِهٖ كَثِيْرًا (البقرۃ 27)۔ پس جب اس کے ارادے گمراہ کرنے پر بھی ہیں تو ہر وقت دعا کرنی چاہیے کہ وہ گمراہی سے بچاوے اور ہدایت کی توفیق دے۔ نرم مزاج بنو کیونکہ جو نرم مزاجی اختیار کرتا ہے خدا بھی اس سے نرم معاملہ کرتا ہے۔ اصل میں نیک انسان تو اپنا پاؤں بھی زمین پر پھونک پھونک کر احتیاط سے رکھتا ہے تا کسی کیڑے کو بھی اس سے تکلیف نہ ہو۔ غرض اپنے ہاتھ سے، پاؤں سے، آنکھ وغیرہ اعضاء سے کسی کو کسی نوع کی تکلیف نہ پہنچاؤ اور دعائیں مانگتے رہو۔

(ملفوظات جلد چہارم جدید ایڈیشن صفحہ 236-237)

حضرت مسیح موعودؑ فرماتے ہیں:

ایک دفعہ کا ذکر ہے جب میں سیالکوٹ میں تھا۔ ایک مکان میں میں اور چند آدمی بیٹھے ہوئے تھے بجلی پڑی اور ہمارا سارا مکان دھوئیں سے بھر گیا اور اس دروازہ کی چوکھٹ جس کے متصل ایک شخص بیٹھا ہوا تھا ایسی چِری گئی جیسے آرے سے چیری جاتی ہے۔ مگر اس کی جان کو کچھ بھی صدمہ نہ پہنچا، لیکن اسی دن بجلی تیجا سنگھ کے شوالہ پر بھی پڑی اور ایک لمبا راستہ اس کے اندر کو چکر کھا کر جاتا تھا جہاں ایک آدمی بیٹھا ہوا تھا وہ تمام چکر بجلی نے بھی کھائے اور جا کر اس پر پڑی اور ایسا جلایا کہ بالکل ایک کوئلے کی شکل اسے کر دیا پھر یہ خدا کا تصرف نہیں تو اور کیا ہے کہ ایک شخص کو بچالیا اور ایک کو مار دیا۔ خدا نے ہم سے وعدہ فرمایا ہے اور اس پر ہمارا ایمان ہے وہ وعدہ وَاللّٰهُ يَعْصِمُكَ مِنَ النَّاسِ کا ہے۔

(ملفوظات جلد پنجم جدید ایڈیشن صفحہ 338)

ارشادات برائے لاہور

حضرت مسیح موعودؑ فرماتے ہیں:

خود ہمارے اس گاؤں میں جہاں ہماری مسجد ہے۔ کارداروں کی جگہ تھی۔ ہمارے بچپن کا زمانہ تھا، لیکن میں نے معتبر آدمیوں سے سنا ہے کہ جب انگریزی دخل ہوگیا تو چند روز تک وہی قانون رہا۔ ایک کاردار آیا ہوا تھا اس کے پاس ایک مسلمان سپاہی تھا۔ وہ مسجد میں آیا اور مؤذن کو کہا کہ بانگ دے۔ اس نے وہی گنگنا کر اذان دی۔ سپاہی نے کہا کہ کیا تم اسی طرح پر بانگ دیتے ہو؟ مؤذن نے کہا ہاں! اسی طرح دیتے ہیں۔ سپاہی نے کہا کہ نہیں کوٹھے پر چڑھ کر اونچی آواز سے اذان دے اور جس قدر زور سے ممکن ہے وہ دے۔ وہ ڈرا، آخر اس نے زور سے بانگ دی۔ تمام ہندو اکٹھے ہوگئے اور مُلّاں کو پکڑ لیا۔ وہ بے چارہ بہت ڈرا اور گھبرایا کہ کاردار مجھے پھانسی دے دے گا۔ سپاہی نے کہا کہ میں تیرے ساتھ ہوں۔ آخر سنگدل چھری مار برہمن اس کو پکڑ کر کاردار کے پاس لے گئے اور کہا کہ مہاراج! اس نے ہم کو بھرشٹ کر دیا۔ کاردار تو جانتا تھا کہ سلطنت تبدیل ہوگئی ہے اور اب وہ سکھا شاہی نہیں رہی، مگر ذرا دبی زبان سے پوچھا کہ تو نے اونچی آواز سے کیوں بانگ دی؟ سپاہی نے آگے بڑھ کر کہا کہ اس نے نہیں میں نے بانگ دی۔ کاردار نے کہا کہ کم بختو! کیوں شور ڈالتے ہو۔ لاہور میں تو اب کھلے طور سے گائے ذبح ہوتی ہے۔ تم ایک اذان کو روتے ہو۔ جاؤ چپکے ہو کر بیٹھ رہو۔ الغرض یہ واقعی اور سچی بات ہے جو ہمارے دل سے نکلتی ہے۔ جس قوم نے ہم کو تحت الثریٰ سے نکالا ہے۔ اس کا احسان ہم نہ مانیں یہ کس قدر ناشکری اور نمک حرامی ہے۔

(ملفوظات جلد اول جدید ایڈیشن صفحہ 432-433)

حضورؑ فرماتے ہیں:

دیکھو لاہور کے بشپ صاحب نے لاہور میں بڑے اہم مضامین پر لیکچر دیئے اور اپنی قرآن دانی اور حدیث دانی کے ثبوت کے لیے بڑی کوشش کی، لیکن اسے ہم نے دعوت کی تو باوجودیکہ پایونیر نے بھی اس کو شرمندگی دلائی، مگر وہ صرف یہ کہہ کر کہ ہمارا دشمن ہے مقابلہ سے بھاگ گیا۔ ہم کو افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ بشپ صاحب تو مسیح کی تعلیم کا کامل نمونہ ہونا چاہیے تھا اور اپنے دشمنوں کو پیار کرو پر ان کا پورا عمل ہوتا اگر میں ان کا دشمن بھی ہوتا حالانکہ میں سچ کہتا ہوں اور خدا کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ نوع انسان کا سب سے بڑھ کر خیرخواہ اور دوست میں ہوں۔ ہاں یہ سچ ہے کہ میں ان تعلیمات کا دشمن ہوں جو انسان کی روحانی دشمن ہیں اور اس کی نجات کی دشمن ہیں۔ غرض بشپ صاحب کو کئی بار اخباروں نے اس معاملہ میں شرمندہ کیا مگر وہ سامنے نہ آئے۔ عیسائیوں کی یہ حالت ہے کہ اگر کسی کو سادہ دیکھتے ہیں تو چھوٹا ہے تو بیٹا بنا کر اور بڑا ہے تو باپ بنا کر اندر داخل ہوتے ہیں۔ اور دیکھتے ہیں کہ اگر وہ حالات سے واقف ہے تو پھر اس سے بغض کرتے ہیں اس لیے کہ جب خدا سے تعلق توڑ بیٹھتے ہیں تو مخلوق سے سچی ہمدردی کیونکر پیدا ہو، مگر ہماری جماعت خاص ہے اس کو عام مسلمانوں کی طرح نہ سمجھیں۔

(ملفوظات جلد دوم جدید ایڈیشن صفحہ 524)

حضرت مسیح موعودؑ فرماتے ہیں

پھر اس کے ساتھ اَلَيْسَ اللّٰهُ بِكَافٍ عَبْدَهٗ کا نشان ہے۔ یہ بہت پرانا الہام ہے اور اس وقت کا ہے جب کہ میرے والد صاحب مرحوم کا انتقال ہوا۔ میں لاہور گیا ہوا تھا۔ مرزا صاحب کی بیماری کی خبر جو مجھے لاہور پہنچی میں جمعہ کو یہاں آ گیا تو دردِ گردہ کی شکایت تھی۔ پہلے بھی ہوا کرتا تھا اس وقت تخفیف تھی۔ ہفتہ کے دن دوپہر کو حقہ پی رہے تھے اور ایک خدمت گار پنکھا کر رہا تھا۔ مجھے کہا کہ اب آرام کا وقت ہے تم جا کر آرام کرو میں چوبارہ میں چلا گیا۔ ایک خدمت گار جمال نام میرے پاؤں دبا رہا تھا۔ تھوڑی سی غنودگی کے ساتھ الہام ہوا وَالسَّمَآءِ وَالطَّارِقِ اور معاً اس کے ساتھ یہ تفہیم ہوئی۔ اب میں نہیں کہہ سکتا کہ لفظ پہلے آئے یا تفہیم۔ قسم ہے آسمان کی اور قسم ہے اس حادثہ کی جو غروب آفتاب کے بعد ہونے والا ہے۔ گویا خدا تعالیٰ عزا پرسی کرتا ہے۔ یہ ایک عجیب بات ہے جس کو ہر ایک نہیں سمجھ سکتا۔ ایک مصیبت بھی آتی ہے اور خدا اس کی عزا پرسی بھی کرتا ہے چونکہ ایک نیا عالم شروع ہونے والا تھا۔ اس لیے خدا تعالیٰ نے قسم کھائی مجھے یہ دیکھ کر خدا

تعالیٰ کا عجیب احسان محسوس ہوا کہ میرے والد صاحب کے حادثہ انتقال کی وہ قسم کھاتا ہے اس الہام کے ساتھ ہی پھر معاً میرے دل میں بشریت کے تقاضے کے موافق یہ خیال گذرا۔ اور میں اس کو بھی خدا تعالیٰ ہی کی طرف سے سمجھتا ہوں کہ چونکہ معاش کے بہت سے اسباب ان کی زندگی سے وابستہ تھے۔ کچھ انعام انہیں ملتا تھا اور کچھ اور مختلف صورتیں آمدنی کی تھیں جس سے کوئی دو ہزار کے قریب آمدنی ہوتی تھی۔ میں نے سمجھا کہ اب وہ چونکہ ضبط ہو جائیں گے، اس لیے ہمیں ابتلا آئے گا۔ یہ خیال تکلف کے طور پر نہیں بلکہ خدا ہی کی طرف سے میرے دل میں گذرا۔ اور اس کے گذرنے کے ساتھ ہی پھر یہ الہام ہوا اَلَیْسَ اللّٰہُ بِکَافٍ عَبْدَہٗ یعنی کیا اللہ اپنے بندہ کے لیے کافی نہیں ہے چنانچہ یہ الہام میں نے ملا وامل اور شرمپت کی معرفت ایک انگشتری میں اسی وقت لکھوا لیا تھا جو حکیم محمد شریف کی معرفت امرتسر سے بنوائی تھی اور وہ انگشتری میں کھدا ہوا الہام موجود ہے۔‘‘

(ملفوظات جلد سوم جدید ایڈیشن صفحہ 150-151)

حضرت مسیح موعودؑ فرماتے ہیں:

’’کسی وقت کا اخلاص اور خدمت انسان کے کام آ جاتا ہے۔ شاید ان وقتوں کا اخلاص ہی ہو جو بالآخر مولوی محمد حسین صاحب کو اس سلسلہ کی طرف رجوع کرنے کی توفیق دے کیونکہ وہ بہت ٹھوکریں کھا چکے ہیں اور آخر دیکھ چکے ہیں کہ خدا کے کاموں میں کوئی حارج نہیں ہوسکتا۔

فرمایا ایسا ہی اجتہادی طور پر ہمیں بعض لوگوں پر بھی حسن ظن ہے کہ وہ کسی وقت رجوع کریں گے کیونکہ ایک دفعہ الہام ہوا تھا کہ

’’لاہور میں ہمارے پاک محب ہیں، وسوسہ پڑ گیا ہے پر مٹی نظیف ہے، وسوسہ نہیں رہے گا۔ مٹی رہے گی۔‘‘

(ملفوظات جلد سوم جدید ایڈیشن صفحہ 126)

لاہور سے ایک شخص کا خط آیا کہ اسے خواب میں حضرت اقدس کی نسبت بتلایا گیا کہ وہ سچا ہے۔ اس شخص کی ارادت ایک فقیر کے ساتھ تھی جو کہ داتا گنج بخش کے مقبرہ کے پاس رہا کرتا ہے اس شخص نے اس سے بیان کیا تو اس نے کہا کہ مرزا صاحب کی اتنے عرصہ سے ترقی کا ہونا اور دن بدن عروج کا ہونا ان کی سچائی کی دلیل ہے پھر ایک اور مست فقیر وہاں تھا اس نے کہا بابا ہمیں بھی پوچھ لینے دو، دوسرے دن اس نے بتلایا کہ مجھے خدا نے کہا ہے کہ مرزا مولا ہے اول فقیر نے کہا کہ مولانا کہا ہو گا کہ وہ تیرا اور میرا اور ہم جیسوں سب کا مولا ہے۔

حضرت اقدسؑ نے فرمایا کہ۔ آج کل خواب اور رؤیا بہت ہوتے ہیں معلوم ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ چاہتا ہے کہ لوگوں کو خوابوں سے اطلاع دیوے خدا کے فرشتے اس طرح پھرتے ہیں جیسے آسمان میں ٹڈی ہوتی ہے وہ دلوں میں ڈالتے پھرتے ہیں کہ مان لو مان لو۔

پھر ایک اور شخص کا حال بیان کیا کہ جس نے حضور عالی کے رد میں ایک کتاب لکھنے کا ارادہ کیا تو خواب میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے کہا کہ تو تورد لکھتا ہے اور اصل میں مرزا صاحب سچے ہیں۔

(ملفوظات جلد سوم جدید ایڈیشن صفحہ 365-366)

حضورؑ فرماتے ہیں:

’’عجیب بات یہ ہے کہ مسیح موعود بقول نواب صدیق حسن خان صاحب کے صدی کے سر پر ہوگا اور یہ بھی وہ کہتا ہے کہ چودھویں صدی سے آگے نہ ہوگا، مگر اب تو اس صدی سے بیس سال گذر گئے۔ پانچواں حصہ صدی کا گذر چکا اگر اب تک بھی نہیں آیا تو پھر سو سال تک انتظار کرتے رہیں۔ اس صدی میں اسلام اہل صلیب سے کچلا جاوے گا۔ جب پچاس سال میں یہ حال ہو گیا ہے کہ تیس لاکھ آدمی مرتد ہو چکے ہیں اور جیسی جیسی شوکت بڑھتی ہے ان کی شوخی بڑھتی گئی ہے۔ یہاں تک کہ امہات المومنین جیسی گندی کتاب شائع کی گئی۔ انجمن حمایت الاسلام لاہور نے اس کے خلاف گورنمنٹ کے پاس میموریل بھیجا۔ اس کے میموریل سے پہلے مجھے الہام ہو چکا تھا کہ یہ میموریل بھیجنا بے فائدہ ہے چنانچہ میرے دوستوں کو جو یہاں رہتے ہیں اور ان کو بھی جو دوسرے شہروں میں ہیں معلوم تھا کہ یہ میں نے الہام قبل از وقت ان کو بتا دیا تھا آخر وہی ہوا اور گورنمنٹ نے اس پر کوئی کارروائی انجمن کے حسب منشاء نہ کی۔‘‘

(ملفوظات جلد چہارم جدید ایڈیشن صفحہ 211)

حضرت مسیح موعودؑ فرماتے ہیں:

’’لاہور کی نسبت کہا جاتا تھا کہ اس کی سرزمین میں ایسے اجزاء ہیں کہ اس میں طاعونی کیڑے زندہ نہیں رہ سکتے لیکن وہاں بھی طاعون نے آن ڈیرا ڈالا ہے۔‘‘

(ملفوظات جلد ہفتم ایڈیشن 1984ء صفحہ 49)

حضرت مسیح موعودؑ فرماتے ہیں:

’’اسلام نے شرائط پابندی ہر دو عورتوں اور مردوں کے واسطے لازم کئے ہیں۔ پردہ کرنے کا حکم جیسا کہ عورتوں کو ہے مردوں کو بھی ویسا ہی تاکیدی حکم ہے غض بصر کا۔ نماز، روزہ، زکوٰۃ، حج، حلال وحرام کا امتیاز، خدا تعالیٰ کے احکام کے مقابلہ میں اپنی عادات، رسم و رواج کو ترک کرنا وغیرہ وغیرہ ایسی پابندیاں ہیں جن سے اسلام کا دروازہ نہایت ہی تنگ ہے اور یہی وجہ ہے کہ ہر ایک شخص اس دروازے میں داخل نہیں ہوسکتا۔ عیسائی باش و ہرچہ خواہی کُن۔ اور ان کا مذہب بھی ایک بے قید مذہب ہے۔ اور مسلمانوں میں بھی آجکل ان لوگوں کو دیکھا دیکھی ایک ایسا فرقہ پیدا ہوا ہے کہ وہ اسلام میں ترمیم کرنا چاہتے ہیں۔ اصل میں یہ سب امور اسی بے قیدی اور آزادی کے خواہشمندوں کو سوجھتے ہیں۔ مگر یاد رکھیں کہ بے قیدی اور پاکیزگی تو نُور و ظلمت کی طرح آپس میں دشمن ہیں۔ لاہور میں بھی طبائع میں قبول حق کی استعداد تو معلوم ہوتی ہے مگر بے قیدی اور آزادی ان کے راستے میں ایک سخت روک ہے۔‘‘

(ملفوظات جلد دہم ایڈیشن 1984ء صفحہ 346-347)

ارشادات برائے لندن، فرانس و پیرس

حضرت مسیح موعودؑ فرماتے ہیں:

’’پھر ہم یہ دیکھتے ہیں کہ کفارہ کا مسئلہ ماننے والوں نے پاک باطنی کی عملی نظیریں کیا قائم کی ہیں؟ یورپ کی بداعمالیاں سب کو معلوم ہیں۔ شراب جوام الجرائم اور ام الخبائث ہے۔ اس کی یورپ میں اس قدر کثرت ہے کہ اس کی نظیر کسی دوسرے ملک میں نہیں ملتی۔ میں نے کسی اخبار میں پڑھا تھا کہ اگر لندن کی شراب کی دوکانوں کو ایک لائن میں رکھا جائے تو پچھتر میل تک چلی جاویں۔ جس حالت میں ان کو یہ تعلیم دی گئی ہے کہ ہر ایک گناہ کی معافی کا سرٹیفکیٹ دیا گیا ہے اور جس قدر گناہ کوئی کرے وہ معاف ہیں۔ اب سوچ کر عیسائی ہم کو جواب دیں کہ اس کا اثر کیا پڑے گا۔‘‘

(ملفوظات جلد اول جدید ایڈیشن صفحہ 163)

حضرت مسیح موعودؑ فرماتے ہیں:

’’مثلاً کثرت ازدواج پر اعتراض کرتے ہیں کہ اسلام نے بہت عورتوں کی اجازت دی ہے۔ ہم کہتے ہیں کہ کیا کوئی ایسا دلیر اور مرد میدان معترض ہے جو ہم کو یہ دکھلا سکے کہ قرآن کہتا ہے کہ ضرور ضرور ایک سے زیادہ عورتیں کرو۔ ہاں یہ ایک سچی بات ہے اور بالکل طبعی امر ہے کہ اکثر اوقات انسان کو ضرورت پیش آجاتی ہے کہ وہ ایک سے زیادہ عورتیں کرے۔ مثلاً عورت اندھی ہوگئی ہے یا اور کسی خطرناک مرض میں مبتلا ہو کر اس قابل ہوگئی کہ خانہ داری کے امور سرانجام نہیں دے سکتی اور مرد از راہ ہمدردی یہ بھی نہیں چاہتا کہ اسے علیحدہ کرے یا رحم کی خطرناک بیماریوں کا شکار ہو کر مرد کی طبعی ضرورتوں کو پورا نہیں کرسکتی تو ایسی صورت میں اگر نکاح ثانی کی اجازت نہ ہو تو بتلاؤ کیا اس سے بدکاری اور بداخلاقی کو ترقی نہ ہوگی؟ پھر اگر کوئی مذہب یا شریعت کثرت ازدواج کو روکتی ہے تو یقیناً وہ بدکاری اور بداخلاقی کی مؤید ہے لیکن اسلام جو دنیا سے بداخلاقی اور بدکاری کو دور کرنا چاہتا ہے اجازت دیتا ہے کہ ایسی ضرورتوں کے لحاظ سے ایک سے زیادہ بیویاں کرے۔ ایسا ہی اولاد کے نہ ہونے پر جبکہ لاولد کے پس مرگ خاندان میں بہت سے ہنگامے اور کشت و خون ہونے تک نوبت پہنچ جاتی ہے۔ ایک ضروری امر ہے کہ وہ ایک سے زیادہ بیویاں کر کے اولاد پیدا کرے بلکہ ایسی صورت میں نیک اور شریف بیبیاں خود اجازت دے دیتی ہیں، پس جس قدر غور کرو گے یہ مسئلہ صاف اور روشن نظر آئے گا۔ عیسائی کو تو حق ہی نہیں پہنچتا کہ اس مسئلہ پر نکتہ چینی کرے، کیونکہ ان کے مسلمہ نبی اور ملہم بلکہ حضرت مسیح علیہ السلام کے بزرگوں نے سات سات سو اور تین تین سو بیبیاں کیں اور اگر وہ کہیں کہ وہ فاسق فاجر تھے تو پھر ان کو اس بات کا جواب دینا مشکل ہوگا کہ ان کے الہام خدا کے الہام کیونکر ہو سکتے ہیں؟ عیسائیوں میں بعض فرقے ایسے بھی ہیں جو نبیوں کی شان میں ایسی گستاخیاں جائز نہیں رکھتے۔ علاوہ ازیں انجیل میں صراحت سے اس مسئلہ کو بیان ہی نہیں کیا گیا۔ لنڈن کی عورتوں کا زور

ایک باعث ہوگیا کہ دوسری عورت نہ کریں۔ پھر اس کے نتائج خود دیکھ لو لنڈن اور پیرس میں عفت اور تقویٰ کی کیسی قدر ہے۔‘‘

(ملفوظات جلد اول جدید ایڈیشن صفحہ 258-259)

حضرت مسیح موعودؑ فرماتے ہیں:

’’انگلستان اور فرانس اور دیگر ممالک یورپ میں یہ الزام بڑی سختی سے اسلام پر لگایا جاتا ہے کہ وہ جبر کے ساتھ پھیلایا گیا ہے، مگر افسوس اور سخت افسوس ہے کہ وہ نہیں دیکھتے کہ اسلام لَآ اِکۡرَاہَ فِی الدِّیۡنِ کی تعلیم دیتا ہے اور انہیں نہیں معلوم کہ کیا وہ مذہب جو فتح پا کر بھی گرجے نہ گرانے کا حکم دیتا ہے کیا وہ جبر کرسکتا ہے، مگر اصل بات یہ ہے کہ ان ملانوں نے جو اسلام کے نادان دوست ہیں یہ فساد ڈالا ہے۔ انہوں نے خود اسلام کی حقیقت کو سمجھا نہیں اور اپنے خیالی عقائد کی بنا پر دوسروں کو اعتراض کا موقع دیا۔ جو کچھ عقائد ان احمقوں نے بنا رکھے ہیں۔ ان سے نصاریٰ کو خوب مدد پہنچی ہے۔ اگر یہ لوگ جہاد کی صورت میں دھوکا نہ دیتے یا نہ کھاتے تو کسی کو اعتراض کا موقع ہی نہیں مل سکتا تھا، مگر اب خدا تعالیٰ نے ارادہ کیا ہے کہ وہ اسلام کے پاک اور درخشاں چہرہ سے یہ سب گرد و غبار دور کرے اور اس کی خوبیوں اور حسن و جمال سے دنیا کو اطلاع بخشے، چنانچہ اسی غرض اور مقصد کے لیے اس وقت جب کہ اسلام دشمن کے نرغہ میں پھنسا ہو بے کس اور یتیم بچے کی طرح ہو رہا تھا اس نے اپنا یہ سلسلہ قائم کیا ہے اور مجھے بھیجا ہے۔ تا میں عملی سچائیوں اور زندہ نشانات کے ساتھ اسلام کو غالب کروں۔‘‘

(ملفوظات جلد دوم جدید ایڈیشن صفحہ 507)

پھر اعتراض کیا گیا کہ تصویر پر لوگ کہتے ہیں کہ یہ تصویر شیخ کی غرض سے بنوائی گئی ہے حضرت اقدس علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا ’’یہ تو دوسرے کی نیت پر حملہ ہے۔ میں نے بہت مرتبہ بیان کیا ہے کہ تصویر سے ہماری غرض کیا تھی۔ بات یہ ہے کہ چونکہ ہم کو بلاد یورپ خصوصاً لنڈن میں تبلیغ کرنی منظور تھی، لیکن چونکہ یہ لوگ کسی دعوت یا تبلیغ کی طرف توجہ نہیں کرتے جب تک داعی کے حالات سے واقف نہ ہوں اور اس کے لیے ان کے ہاں علم تصویر میں بڑی بھاری ترقی کی گئی ہے۔ وہ کسی شخص کی تصویر اور اس کے خط و خال کو دیکھ کر رائے قائم کر لیتے ہیں کہ اس میں راستبازی، قوت قدسی کہاں تک ہے؟ اور ایسا ہی بہت سے امور کے متعلق نہیں اپنی رائے قائم کرنے کا موقع مل جاتا ہے۔ پس اصل غرض اور نیت ہماری اس سے یہ تھی جس کو ان لوگوں نے جو خواہ نخواہ ہر بات میں مخالفت کرنا چاہتے ہیں۔ اس کو برے برے پیرایوں میں پیش کیا اور دنیا کو بہکایا۔ میں کہتا ہوں کہ ہماری نیت تو تصویر سے صرف اتنی ہی تھی۔ اگر یہ نفس تصویر کو ہی برا سمجھتے ہیں تو پھر کوئی سکہ اپنے پاس نہ رکھیں بلکہ بہتر ہے کہ آنکھیں بھی نکلوا دیں کیونکہ ان میں بھی اشیاء کا ایک انعکاس ہی ہوتا ہے۔‘‘

(ملفوظات جلد دوم جدید ایڈیشن صفحہ 304)

حضرت مسیح موعودؑ فرماتے ہیں:

’’اسلامی پردہ پر اعتراض کرنا ان کی جہالت ہے اللہ تعالیٰ نے پردہ کا ایسا حکم دیا ہی نہیں جس پر اعتراض وارد ہو۔ قرآن مسلمان مردوں اور عورتوں کو ہدایت کرتا ہے کہ وہ غض بصر کریں۔ جب ایک دوسرے کو دیکھیں گے ہی نہیں تو محفوظ رہیں گے۔ یہ نہیں کہ انجیل کی طرح حکم دے دیتا کہ شہوت کی نظر سے نہ دیکھ۔ افسوس کی بات ہے کہ انجیل کے مصنف کو یہ بھی معلوم نہیں ہوا کہ شہوت کی نظر کیا؟ نظر ہی تو ایک ایسی چیز ہے جو شہوت انگیز خیالات کو پیدا کرتی ہے۔ اس تعلیم کا جو نتیجہ ہوا ہے وہ ان لوگوں سے مخفی نہیں ہے جو اخبارات پڑھتے ہیں ان کو معلوم ہوگا کہ لندن کے پارکوں اور پیرس کے ہوٹلوں کے کیسے شرمناک نظارے بیان کیے جاتے ہیں۔‘‘

(ملفوظات جلد اول جدید ایڈیشن صفحہ 405)

حضرت مسیح موعودؑ فرماتے ہیں:

’’لنڈن اور پیرس کے ہوٹلوں اور پارکوں میں جا کر دیکھو کیا ہو رہا ہے اور ان لوگوں سے پوچھو جو وہاں سے آتے ہیں۔ آئے دن اخبارات میں ان بچوں کی فہرست جن کی ولادت ناجائز ولادت ہوتی ہے، شائع ہوتی ہیں۔‘‘

(ملفوظات جلد اول جدید ایڈیشن صفحہ 164)

حضرت مولانا مولوی حکیم نور الدین صاحب نے پھر ذکر کیا کہ لندن سے ایک شخص نے مجھے خط لکھا کہ لندن آ کر دیکھو کہ جنت عیسائیوں کو حاصل ہے یا مسلمانوں کو۔ میں نے اس کو جواب لکھا کہ سچی عیسائیت مسیح اور اس کے حواریوں میں تھی اور سچا اسلام آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہؓ میں تھا۔ پس ان دونوں کا مقابلہ کر کے دیکھ لو۔ اس پر حضرت حجۃ اللہ نے بہ تسلسل کلام سابق پھر ارشاد فرمایا:

’’ان روحانی امور میں ہر شخص کا کام نہیں ہے کہ نتیجہ نکال لے۔ یہ لوگ جو لندن جاتے ہیں۔ وہ وہاں جا کر دیکھتے ہیں کہ بڑی آزادی ہے شراب خوری کی اس قدر کثرت ہے کہ ساٹھ میل تک شراب کی دکانیں چلی جاتی ہیں۔ زنا اور غیر زنا میں کوئی فرق ہی نہیں۔ کیا یہ بہشت ہے؟ بہشت سے یہ مراد نہیں ہے۔ دیکھو! انسان کی بھی بیوی ہے اور وہ تعلقات زوجیت رکھتا ہے اور پرندوں اور حیوانات میں بھی یہ تعلقات ہیں، مگر انسان کو اللہ تعالیٰ نے ایک نظافت اور ادراک بخشا ہے۔ انسان جن حواس اور قویٰ کے ساتھ آیا ہے۔ ان کے ساتھ وہ ان تعلقات زوجیت میں زیادہ لطف اور سرور حاصل کرتا ہے بمقابلہ حیوانات کے جو ایسے حواس اور ادراک نہیں رکھتے ہیں اور اسی لیے وہ اپنے جوڑے کی کوئی رعایت نہیں رکھتے جیسے کتے۔

پس اگر انسان ان حواس کے ساتھ سرور حاصل نہیں کر سکتے بلکہ حیوانات کی طرح زندگی بسر کرتے ہیں پھر ان میں اور حیوانوں میں کیا فرق ہوا۔ یہ جو فرمایا ہے کہ مومن کے لیے ہی جنت ہے یہ اس لیے فرمایا ہے کہ سچی راحت دنیا کی لذات سے تب پیدا ہوتی ہے جب تقویٰ ساتھ ہو۔ جو تقویٰ کو چھوڑ دیتا ہے اور حلال و حرام کی قید اٹھا دیتا ہے وہ تو اپنے مقام سے نیچے گر جاتا ہے اور حیوانی درجہ میں آجاتا ہے۔

لندن میں جب ہائڈ پارک میں حیوانوں کی طرح بدکاریاں ہوتی ہیں اور کوئی شرم و حیا ایک دوسرے سے نہیں کیا جاتا۔ تو پھر ایک شخص انسانیت کو ضبط رکھ کر دیکھے تو ایسی بہشت اور راحت سے ہزار توبہ کرے گا کہ ایسی دیوث اور بے غیرت جماعت سے خدا بچائے۔ ایسی جماعت کو جو ایسی زندگی بسر کرتی ہے بہشت میں سمجھنا حماقت ہے۔ اصل یہی ہے کہ بہشت کی کلید تقویٰ ہے۔ جس کو خدا تعالیٰ پر بھروسا نہیں اسے سچی راحت کیونکر مل سکتی ہے۔

بعض آدمی ایسے دیکھے گئے ہیں کہ جن کو خدا پر بھروسہ نہیں اور ان کے پاس روپیہ تھا وہ چوری چلا گیا۔ اس کے ساتھ ہی زبان بند ہوگئی۔ اور ان (کفار) کو جو بہشت میں کہا جاتا ہے۔ ان کی خودکشیوں کو دیکھو کہ کس قدر کثرت سے ہوتی ہیں۔ تھوڑی تھوڑی باتوں پر خودکشی کر لیتے ہیں جس سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ لوگ ایسے ضعیف القلب اور پست ہمت ہوتے ہیں کہ غم کی برداشت ان میں نہیں ہے۔ جس کو غم کی برداشت اور مصیبت کے مقابلہ کی طاقت نہیں اس کے پاس راحت کا سامان بھی نہیں ہے۔ خواہ ہم اس کو سمجھا سکیں یا نہ سمجھا سکیں اور کوئی سمجھ سکے یا نہ سمجھ سکے۔ حقیقت الامر یہی ہے کہ لذائذ کا مزہ صرف تقویٰ ہی سے آتا ہے۔ جو متقی ہوتا ہے اس کے دل میں راحت ہوتی ہے اور ابدی سرور ہوتا ہے۔ دیکھو ایک دوست کے ساتھ تعلق ہو تو کس قدر خوشی اور راحت ہوتی ہے لیکن جس کا خدا سے تعلق ہوا ہے کس قدر خوشی ہوگی۔ جس کا تعلق خدا سے نہیں ہے اسے کیا امید ہوسکتی ہے اور امید ہی تو ایک چیز ہے جس سے بہشتی زندگی شروع ہوتی ہے۔‘‘

(ملفوظات جلد سوم جدید ایڈیشن صفحہ 130-132)

حضرت مسیح موعودؑ فرماتے ہیں:

’’ایک اور ضروری بات ہے جو میں کہنی چاہتا ہوں اور وہ کفارہ کے متعلق ہے۔ کفارہ کی اصل غرض تو یہی بتائی جاتی ہے کہ نجات حاصل ہو اور نجات دوسرے الفاظ میں گناہ کی زندگی اور اس کی موت سے بچ جانے کا نام ہے مگر میں آپ ہی سے پوچھتا ہوں کہ خدا کے لیے انصاف کر کے بتاؤ کہ گناہ کو کسی کی خودکشی سے فلسفیانہ طور پر کیا تعلق ہے؟ اگر مسیح نے نجات کا مفہوم یہی سمجھا اور گناہوں سے بچانے کا یہی طریق انہیں سوجھا تو پھر نعوذ باللہ ہم ایسے آدمی کو تو رسول بھی نہیں مان سکتے کیونکہ اس سے گناہ رک نہیں سکتے۔ آپ کو یورپ کے حالات اور لنڈن اور پیرس کے واقعات اچھی طرح معلوم ہوں گے۔ بتاؤ کون سا پہلو گناہ کا ہے جو نہیں ہوتا۔ سب سے بڑھ کر زنا تورات میں بدتر لکھا ہے مگر دیکھو کہ یہ سیلاب کس زور سے ان قوموں میں آیا ہے جن کا یقین ہے کہ مسیح ہمارے لیے مرا۔ اس خودکشی کے طریق سے تو بہتر یہ تھا کہ مسیح دعا کرتا کہ اور لمبی عمر ملے تا کہ وہ نصیحت اور وعظ ہی کے ذریعہ لوگوں کو فائدہ پہنچاتا۔ مگر یہ سوجھی تو کیا سوجھی؟‘‘

(ملفوظات جلد دوم جدید ایڈیشن صفحہ 442)

(جاری ہے)

مرتبہ:۔ظہیر احمد خان۔انچارج شعبہ ریکارڈ دفتر پی ایس لندن

بنیادی مسائل کے جوابات

قسط نمبر 18

سوال:۔ ایک خاتون نے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی خدمت اقدس میں ایک حدیث جس میں حضور ﷺ نے ہدایت فرمائی ہے کہ ’’کوئی شخص موت کی تمنا نہ کرے‘‘ کی صحت کے بارہ میں دریافت کیا نیز لکھا ہے کہ یہ حدیث ہمارے جماعتی لٹریچر میں نہیں ملتی۔حضور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے اپنے مکتوب مؤرخہ 04اپریل 2019ء میں اس سوال کا درج ذیل جواب عطاء فرمایا۔حضور نے فرمایا:

جواب:۔ آپ نے اپنے خط میں جس حدیث کا ذکر کیا ہے وہ احادیث کی مختلف کتب میں روایت ہوئی ہے۔حضرت امام بخاریؒ اور حضرت امام مسلمؒ نے بھی اس حدیث کو اپنی کتب میں درج کیا ہے۔اور اس حدیث کے الفاظ یہ ہیں:

عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يَتَمَنَّيَنَّ أَحَدُكُمُ الْمَوْتَ مِنْ ضُرٍّ أَصَابَهُ فَإِنْ كَانَ لَا بُدَّ فَاعِلًا فَلْيَقُلْ اَللّٰهُمَّ أَحْيِنِيْ مَا كَانَتِ الْحَيَاةُ خَيْرًا لِّيْ وَتَوَفَّنِيْ إِذَا كَانَتِ الْوَفَاةُ خَيْرًا لِّيْ۔

(صحیح بخاری،کتاب المرضی بَاب تَمَنِّي الْمَرِيضِ الْمَوْتَ)

یعنی حضرت انس بن مالکؓ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ تم میں سے کوئی شخص کسی مصیبت کی وجہ سے جو اسے پہنچی ہو، موت کی تمنا نہ کرے۔اور اگر اس کیلئے اس کے سوا کوئی چارہ نہ ہو تو پھر وہ یہ کہے کہ اے اللہ! جب تک میرا زندہ رہنا میرے لئے بہتر ہے، اس وقت تک مجھے زندہ رکھ اور جب مرجانا میرے لئے بہتر ہو تو مجھے موت دیدے۔

جماعتی لٹریچر میں حضرت سید زین العابدین ولی اللہ شاہ صاحبؓ نے صحیح بخاری کی جو شرح لکھی ہے اس میں بھی اس حدیث کا ذکر موجود ہے۔اور میں نے بھی 17اگست 2012ء کے خطبہ جمعہ میں اس حدیث کو بیان کیا ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا:’’کوئی شخص موت کی خواہش نہ کرے۔‘‘ کیونکہ اگر وہ نیک ہے تو نیکیوں میں بڑھے گا اور اللہ تعالیٰ کے فضلوں کا وارث ہوگا اور اگر بد ہے تو توبہ کی توفیق مل جائے گی۔

سوال:۔ نکاح کے ایک معاملہ میں دولہن کے والد کی وفات کی صورت میں دولہن کی طرف سے اس کے تایازاد بھائی کے ولی مقرر ہونے پر شعبہ رشتہ ناطہ کی طرف سے اعتراض اٹھانے پر حضور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے اپنے مکتوب مؤرخہ 14جنوری 2020ء میں اس بارہ میں درج ذیل ہدایت عطاء فرمائی۔حضور نے فرمایا:

جواب:۔ محترم امیر صاحب کینیڈا نے نکاح کی رجسٹریشن کا ایک معاملہ مجھے بھجوایا ہے جس میں لڑکی کے والد فوت ہو چکے ہیں اور اس کا کوئی بھائی بھی نہیں ہے۔اور لڑکی نے اپنے نکاح کیلئے اپنے تایازاد بھائی کو ولی مقرر کیا ہے۔لیکن آپ نے یہ کہتے ہوئے کہ تایازاد بھائی ولی نکاح نہیں ہوسکتا، اس نکاح کی رجسٹریشن کرنے سے انکار کر دیا ہے۔

مجھے بتائیں کہ آپ نے کس فقہ کے مطابق تایازاد بھائی کے ولی نکاح بننے پر اس نکاح کی رجسٹریشن کرنے سے منع کیا ہے، جبکہ اس بچی کے نہ والد زندہ ہیں اور نہ کوئی بھائی ہے۔

فقہ احمدیہ کے مطابق تو والد کے بعد بچی کے عصبی رشتہ داروں میں سے جو قریبی رشتہ دار موجود ہو وہ لڑکی کا ولی بن سکتا ہے اور تایازاد بھائی کا شمار عصبی رشتہ داروں میں ہوتا ہے اور وہ لڑکی کا ولی بن سکتا ہے بشرطیکہ اس سے پہلے عصبی رشتہ داروں میں سے کوئی رشتہ دار زندہ نہ ہو۔لہٰذا اس نکاح کو رجسٹرڈ کرلیں۔

سوال:۔ ایک خاتون نے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی خدمت اقدس میں تحریر کیا کہ اگر جنت اور دوزخ کا ظاہری تصور درست نہیں ہے تو پھر جنت اور دوزخ کیا ہے؟ اور جب قیامت آئے گی تو جنت اور دوزخ کیسی لگیں گی؟ حضور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے اپنے مکتوب مؤرخہ 04 فروری 2020ء میں اس سوال کا درج ذیل جواب عطاء فرمایا۔حضور نے فرمایا:

جواب:۔ جنت اور دوزخ کے بارہ میں جس طرح دوسرے مذاہب میں طرح طرح کے تصورات پائے جاتے ہیں مسلمانوں نے بھی قرآن کریم اور احادیث میں بیان جنت و دوزخ کے بارہ میں بیان امور کو نہ سمجھنے اور انہیں ظاہر پر محمول کر دینے کی وجہ سے غلط قسم کے خیالات اپنے ذہنوں میں پیدا کر لئے ہیں۔حالانکہ قرآن و حدیث نے انسان کو سمجھانے کیلئے جنت و دوزخ کے بارہ میں یہ تمثیلی نقشہ بیان فرمایا ہے۔اور ان کے بارہ میں یہ الفاظ بطور استعارہ استعمال فرمائے ہیں اور ان کے پیچھے ایک اور حقیقت مخفی ہے۔

چنانچہ قرآن کریم نے اس تمثیلی نقشہ کے ساتھ ساتھ یہ بھی بیان فرمایا ہے فَلَا تَعْلَمُ نَفْسٌ مَّآ اُخْفِيَ لَهُمْ مِّنْ قُرَّةِ اَعْيُنٍ ۚ جَزَآءًۢ بِمَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ۔ یعنی کوئی شخص نہیں جانتا کہ ان کیلئے ان کے اعمال کے بدلہ کے طور پر کیا کیا آنکھیں ٹھنڈی کرنے والی چیزیں چھپا کر رکھی گئی ہیں۔اسی طرح حدیث میں بھی آیا ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا کہ جنت کی نعماء ایسی ہیں مَا لَا عَيْنٌ رَّأَتْ وَلَآ أُذُنٌ سَمِعَتْ وَلَا خَطَرَ عَلٰى قَلْبِ بَشَرٍ۔ کہ انہیں نہ کبھی کسی انسانی آنکھ نے دیکھا، نہ کبھی کسی انسانی کان نے ان کا حال سنا اور نہ کبھی کسی انسان کے دل میں ان کے بارہ میں کوئی تصور گزرا۔

دراصل جنت اور دوزخ اسی دنیا کے ایمان اور عمل کا ایک ظلّ ہے وہ کوئی نئی چیز نہیں جو باہر سے آکر انسان کو ملے گی بلکہ انسان کی بہشت انسان کے اندر ہی سے نکلتی ہے اور اسی کے ایمان اور اعمال صالحہ ہیں جن کی اسی دنیا میں لذت شروع ہو جاتی ہے اور پوشیدہ طور پر ایمان اور اعمال کے باغ نظر آتے ہیں۔اور نہریں بھی دکھائی دیتی ہیں۔لیکن عالم آخرت میں یہی باغ کھلے طور پر محسوس ہوں گے۔اسی لئے قرآن کریم جنتیوں کے بارہ میں فرماتا ہے كُلَّمَا رُزِقُوْا مِنْهَا مِنْ ثَمَرَةٍ رِّزْقًا ۙ قَالُوْا هٰذَا الَّذِيْ رُزِقْنَا مِنْ قَبْلُ ۙ وَ اُتُوْا بِهٖ مُتَشَابِهًا۔ کہ جب بھی وہ اُن (باغات) میں سے کوئی پھل بطور رزق دیئے جائیں گے تو وہ کہیں گے یہ تو وہی ہے جو ہمیں پہلے بھی دیا جاچکا ہے۔ حالانکہ اس سے پہلے ان کے پاس محض اس سے ملتا جلتا (رزق) لایا گیا تھا۔

سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام جنت و دوزخ کی حقیقت بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

’’قرآن شریف کی رو سے دوزخ اور بہشت دونوں اصل میں انسان کی زندگی کے اظلال اور آثار ہیں۔کوئی ایسی نئی جسمانی چیز نہیں ہے کہ جو دوسری جگہ سے آوے۔یہ سچ ہے کہ وہ دونوں جسمانی طور سے متمثل ہوں گے مگر وہ اصل روحانی حالتوں کے اظلال و آثار ہوں گے۔ہم لوگ ایسی بہشت کے قائل نہیں کہ صرف جسمانی طور پر ایک زمین پر درخت لگائے گئے ہوں اور نہ ایسی دوزخ کے ہم قائل ہیں جس میں درحقیقت گندھک کے پتھر ہیں۔بلکہ اسلامی عقیدہ کے موافق بہشت دوزخ انہی اعمال کے انعکاسات ہیں جو دنیا میں انسان کرتا ہے۔‘‘

(اسلامی اصول کی فلاسفی، روحانی خزائن جلد 10 صفحہ 413)

سوال:۔ ایک دوست نے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی خدمت اقدس میں اپنے بیٹے کی بیماری کا ذکر کرکے لکھا ہے کہ جب سب کچھ خدا تعالیٰ کے ہاتھ میں ہے تو وہ میرے بیٹے کو ٹھیک کیوں نہیں کر دیتا۔اگر کہا جائے کہ انسان کو اس کے اعمال کی سزا ملتی ہے۔تو میرا بیٹا تو پیدا ہی ایسا ہوا تھا، اس نے کونسا گناہ کیا ہے؟ یہ سب میری سمجھ سے باہر ہے۔مجھے یہ سب سمجھائیں۔حضور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے اپنے مکتوب مؤرخہ 04 فروری 2020ء میں اس سوال کا درج ذیل جواب عطاء فرمایا۔حضور نے فرمایا:

جواب:۔ خدا تعالیٰ جو کامل علم والی ہستی ہے، اس کے مقابلہ پر انسان کا علم بہت ہی ناقص اور نامکمل ہے۔اس لئے انسان کیلئے خدا تعالیٰ کے ہر فعل کی حکمت سمجھنا ناممکن ہے۔لہٰذا انسان کو اللہ تعالیٰ کی ذات کے بارہ میں ایسا اعتراض کرنا زیب نہیں دیتا۔اس سے اس کے احسانات کی ناشکری کا اظہار ہوتا ہے۔کیونکہ جو نعمتیں اللہ تعالیٰ نے انسان کو عطاء فرمائی ہیں وہ ان گنت ہیں اور اگر ان کا انسان شکر ادا کرنا چاہے تو ناممکن ہے۔اسی لئے آنحضور ﷺ نے فرمایا کہ انسان کے جسم کے ہر جوڑ پر ہر روز ایک صدقہ واجب ہوتا ہے۔کیونکہ اگر یہ جوڑ نہ ہوں تو اس کا سارا جسم بے کار ہو جائے۔پھر ایک اور نصیحت حضور ﷺ نے ہمیں یہ فرمائی کہ تم میں سے کوئی جب ایسے شخص کو دیکھے جو مال یا جسمانی ساخت میں اس سے بہتر ہے تو اسے اس شخص پر بھی نظر ڈالنی چاہیئے جو مالی لحاظ سے یا جسمانی لحاظ سے اس سے کمزور ہے۔ان نصائح پر عمل کرنے سے انسان کے دل میں اللہ تعالیٰ کے احسانوں کا حقیقی شکر پیدا ہوتا ہے۔

دوسری بات یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے ان کاموں میں بھی انسان کی ہی ترقی کے بہت سے راز مضمر ہیں۔اگر یہ دکھ، تکالیف اور بیماریاں نہ ہوتیں تو انسان میں سوچنے اور ترقی کرنے کی تحریک ہی پیدا نہ ہوتی اور وہ ایک پتھر کی طرح جامد چیز بن کر رہ جاتا۔یہ تکالیف ہی ہیں جو انسان میں تحقیق اور جستجو کے مادہ کو متحرک رکھتی ہیں۔چنانچہ اکثر سائنسی تحقیقات اور ایجادات کے پیچھے انسانی تکالیف اور بے آرامی سے چھٹکارا پانے کی ایک مستقل جد و جہد کارفرما نظر آتی ہے۔

تیسری بات یہ ہے کہ جو تکالیف انسان کو پہنچتی ہیں وہ انسان کے اپنے اعمال کا نتیجہ ہیں۔اللہ تعالیٰ نے دنیا کے نظام کو چلانے کیلئے ایک قانون قدرت بنایا اور دنیا میں بہت سی چیزیں پیدا کرکے انسان کو ان پر حاکم بنا دیا ہے۔اب اگر انسان بعض چیزوں سے فائدہ نہ اٹھائے یا ان چیزوں کا غلط استعمال کرکے نقصان اٹھائے تو یہ اس کا اپنا قصور ہے۔چنانچہ میڈیکل سائنس سے ثابت ہے کہ ماں باپ کی بعض کمزوریوں کا ان کی اولاد پر اثر پڑتا ہے۔حمل میں اگر پوری طرح احتیاط نہ برتی جائے تو بعض اوقات اس کا پیدا ہونے والے بچہ کی صحت پر برا اثر پڑتا ہے، جو مائیں ڈائٹنگ کرتی ہیں ان کے بچے بعض اوقات کمزور پیدا ہوتے ہیں، جن بچیوں کو بچپن میں مٹی چاٹنے کی عادت ہو بعض اوقات ان کی اولاد معذور پیدا ہوتی ہے۔پس تکالیف خدا تعالیٰ کی پیدا کردہ نہیں ہیں بلکہ اس قانون قدرت کے

DAILY LONDON
ALFAZL
ONLINE

www.alfazlonline.org
@alfazlonline
@alfazlonline
ONLINE EDITION
Download on the App Store
Google play

اپنے مضامین، آرٹیکلز، نظمیں اور آراء
درج ذیل ذرائع میں سے کسی ایک پر بھجوائیں
+44 79 5161 4020
info@alfazlonline.org

غلط استعمال یا اس میں کمی بیشی کرنے کے سبب سے ہیں جو انسانوں کے فائدہ کیلئے بنایا گیا تھا۔ البتہ اللہ تعالیٰ انسان کی بہت سی غلطیوں سے درگزر فرماتے ہوئے اسے ان کے بد نتائج سے بچاتا رہتا ہے۔ اس مضمون کو اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں اس طرح بیان فرمایا ہے کہ ’’اور تمہیں جو مصیبت پہنچتی ہے تو وہ اس سبب سے ہے جو تمہارے اپنے ہاتھوں نے کمایا۔ جبکہ وہ بہت سی باتوں سے درگزر کرتا ہے۔‘‘

(سورۃ الشوریٰ :31)

پھر خدا تعالیٰ کے بنائے ہوئے قانون قدرت میں ایک بات یہ بھی شامل ہے کہ ہر چیز دوسرے سے اثر قبول کرتی ہے۔ اسی قانون کے تحت بچے اپنے والدین سے جہاں اچھی باتیں قبول کرتے ہیں وہاں بُری باتیں بھی قبول کرتے ہیں، صحت بھی ان سے لیتے ہیں اور بیماری بھی ان سے لیتے ہیں۔ اگر بیماریاں یا تکالیف ان کو ماں باپ سے ورثہ میں نہ ملتیں تو اچھی باتیں بھی نہ ملتیں۔ اور اگر ایسا ہوتا تو انسان ایک پتھر کا وجود ہوتا جو بُرے بھلے کسی اثر کو قبول نہ کرتا اور اس طرح انسانی پیدائش کی غرض باطل ہو جاتی اور انسان کی زندگی جانوروں سے بھی بدتر ہو جاتی۔

چوتھی بات یہ ہے کہ دنیوی زندگی دراصل عارضی زندگی ہے اور اس کی تکالیف بھی عارضی ہیں۔ اور جن لوگوں کو اس عارضی زندگی میں کوئی تکلیف پہنچتی ہے اللہ تعالیٰ اس کے بدلہ میں ایسے شخص کی اخروی زندگی جو دراصل دائمی زندگی ہے، کی تکالیف دور فرما دیتا ہے۔ چنانچہ احادیث میں آتا ہے کہ ایک مومن کو اس دنیا میں رستہ چلتے ہوئے جو کانٹا بھی چبھتا ہے اس کے بدلے میں بھی اللہ تعالیٰ اس کے نامہ اعمال میں اجر لکھتا ہے یا اس کی خطائیں معاف کر دیتا ہے۔

اس دنیوی زندگی کے مصائب میں اللہ تعالیٰ اپنے پیاروں کو سب سے زیادہ ڈالتا ہے۔ اسی لئے حضور ﷺ نے فرمایا کہ لوگوں میں سے انبیاء پر سب سے زیادہ آزمائشیں آتی ہیں پھر رتبہ کے مطابق درجہ بدرجہ باقی لوگوں پر آزمائش آتی ہے۔ حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ میں نے کسی آدمی کو حضور ﷺ سے زیادہ درد میں مبتلا نہیں دیکھا۔

چنانچہ ہم جانتے ہیں کہ آپ ﷺ کے کئی بچے فوت ہوئے، حالانکہ صرف ایک بچہ کی وفات کا دکھ ہی بہت بڑا دکھ ہوتا ہے۔

پس دنیوی تکالیف اور آزمائشوں میں بہت سی الٰہی حکمتیں مخفی ہوتی ہیں، جن تک بعض اوقات انسانی عقل کی رسائی ممکن نہیں ہوتی۔ پس انسان کو صبر اور دعا کے ساتھ ان کو برداشت کرنے کی کوشش کرنی چاہیئے۔

سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں کہ ’’بعض وقت مصلحت الٰہی یہی ہوتی ہے کہ دنیا میں انسان کی کوئی مراد حاصل نہیں ہوتی۔ طرح طرح کے آفات، بلائیں، بیماریاں اور نامرادیاں لاحق حال ہوتی ہیں مگر ان سے گھبرانا نہ چاہئیے۔‘‘

(ملفوظات جلد پنجم صفحہ 23، ایڈیشن 2016ء)

سوال:۔ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے ساتھ نیشنل عاملہ لجنہ اماء اللہ بنگلا دیش کی Virtual ملاقات مؤرخہ 14 نومبر 2020ء میں لجنہ اور ناصرات کی تربیت کے بارہ میں حضور انور نے فرمایا:

جواب:۔ لجنہ کی تربیت اس طرح کریں کہ لجنہ کو عادت ڈالیں کہ ایک تو ان کا باقاعدہ حیادار لباس ہو، وہ پردہ کرتی ہوں اور گھر سے باہر نکلیں تو ان کا لباس ایسا نہ ہو کہ غلط قسم کے مردوں کی اس پر نظریں پڑیں، اور پردہ کر کے باہر نکلا کریں۔ اس بات کا خیال رکھیں کہ احمدی لڑکی اور احمدی عورت کا دوسروں سے ایک فرق ہونا چاہیئے۔ اور عادت ڈالیں کے ہر لجنہ ممبر جو ہے وہ روزانہ پانچ وقت نمازیں پڑھنے والی ہو۔ یہ کوشش کریں کہ ہر لجنہ ممبر جو ہے وہ قرآن کریم کی روزانہ تلاوت کرنے والی ہو۔ اور یہ بھی کوشش کریں کہ آپ کی جو نوجوان لڑکیاں ہیں ان کو اپنے احمدیوں میں ہی رشتے کرنے کی طرف زیادہ توجہ ہو بجائے اس کے کہ باہر رشتے کریں۔ اور جو نوجوان لڑکیاں کام کرتی ہیں یا جو عورتیں کام کرتی ہیں ان کو یہ عادت ڈالیں کہ وہ اپنے کام کی جگہ پر اپنا ایسا لباس پہنیں جو حیادار لباس ہو اور پردہ میں رہ کر کام کیا کریں۔ اسی طرح تربیت کے سیمینار بھی کیا کریں اور ان سیمینار میں نوجوانوں کو بلایا کریں اور ان کو سمجھایا کریں کہ اللہ اور رسول کے کیا حکم ہیں اور اس کے مطابق اپنی تربیت کریں۔

اسی ملاقات میں حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے ناصرات کی تربیت کی اہمیت پر بھی روشنی ڈالتے ہوئے فرمایا:

ان کیلئے تربیت کے پروگرام ایسے بنائیں کہ ناصرات کی تربیت اچھی طرح کر دیں، ان کو نمازیں پڑھنے کی عادت پڑھ جائے، ان کو قرآن کریم پڑھنے کی عادت پڑھ جائے، ان کو دعائیں کرنے کی عادت پڑھ جائے، ان کو میرا ایم ٹی اے پہ جو خطبہ آتا ہے اس کو سننے کی عادت پڑھ جائے، ناصرات کی اگر اچھی طرح تربیت کر دیں گی تو وہی ناصرات لجنہ میں جا کے پھر زیادہ اچھا کام کریں گی۔ اگر ناصرات کی آپ ٹریننگ کر دیں گی تو ان شاء اللہ تعالیٰ آپ کی لجنہ بھی بڑی اچھی ہو جائے گی۔ اس لئے کوشش کریں کہ ناصرات کی زیادہ سے زیادہ اچھی تربیت کرسکیں۔

سوال:۔ اسی ملاقات میں ایک ممبر لجنہ اماء اللہ نے حضور انور کی خدمت اقدس میں عرض کیا کہ آپ بے حد مصروف رہتے ہیں کیا آپ کی ہفتہ وار چھٹی کا کوئی انتظام ہے اور آپ اپنے دوستوں اور اہل و عیال کیلئے کس طرح وقت نکالتے ہیں؟ اس کے جواب میں حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:

جواب:۔ بس اسی طرح گزار لیتے ہیں۔ اس وقت بھی میں آپ کے ساتھ میٹنگ کر کے ہفتہ وار چھٹی منا رہا ہوں۔ یہ میری ہفتہ وار چھٹی ہے۔

سوال:۔ ایک ممبر لجنہ نے حضور انور کی خدمت اقدس میں عرض کیا کہ حضور جب خلافت سے پہلے افریقہ تشریف لے گئے تب کے حالات اب جیسے نہیں تھے اس وقت آپ کو کام کرتے ہوئے کافی مشکلات کا سامنا کرنا پڑا ہو گا۔ حضور سے درخواست ہے کہ اس وقت کا کوئی تجربہ ہمیں بتائیں؟ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے اس سوال کا درج ذیل الفاظ میں جواب عطاء فرمایا۔ حضور انور نے فرمایا:

جواب:۔ بات یہ ہے کہ مشکلات کا سامنا تو کرنا پڑتا ہے۔ اور اس وقت بڑے مشکل حالات تھے، اب تو بڑے اچھے حالات ہیں۔ تو یہی تھا کہ جس کام کیلئے ہم آئے ہیں اس کام کو کرنا ہے اور اس مقصد کو پورا کرنا ہے۔ مشکلات تو کام کے رستہ میں سامنے آتی ہیں لیکن دین کے کام میں مشکلات روک نہیں بنی چاہئیں۔ اس لئے ہماری، میری بھی اور میری بیوی کی بھی اس وقت یہی کوشش ہوتی تھی کہ ہمارے جو کام ہیں وہ چلتے رہیں اور کوئی روک نہ ہمیں بنے۔ اور ایسے حالات میں، مشکل حالات میں عورتوں کو بھی خاوندوں کا ساتھ دینا چاہیئے اور خاوندوں کو بھی عورتوں کا خیال رکھنا چاہیئے۔ اور جو دینی کام ہیں وہ چلتے رہنے چاہئیں۔ باقی اللہ تعالیٰ پہ توکل کرتے ہوئے جب آپ کام کرتے ہیں تو چاہے مشکل حالات بھی ہوں اللہ تعالیٰ ان کے حل کا کوئی نہ کوئی ذریعہ نکال دیتا ہے۔ اور اسی طرح کام کرنے کے ساتھ ساتھ دعا بھی کرتے رہنا چاہیئے تو اللہ تعالیٰ اس میں برکت بھی ڈال دیتا ہے۔ بس یہی تھا کہ محنت کرو اور دعا کرو تو اللہ تعالیٰ حل کر دیتا ہے۔ کسی بات سے گھبرانا نہیں چاہیئے۔

چھوٹی مگر سبق آموز بات

حقیقی شجاعت

حقیقی شجاعت کی جڑ صبر اور ثابت قدمی ہے اور ہر ایک جذبہ نفسانی یا بلا جو دشمنوں کی طرح حملہ کرے اس کے مقابلہ پر ثابت قدم رہنا اور بزدل ہو کر بھاگ نہ جانا یہی شجاعت ہے۔ سو انسانی شجاعت اور ایک درندہ کی شجاعت میں بڑا فرق ہے۔ درندہ ایک ہی پہلو پر جوش اور غضب سے کام لیتا ہے اور انسان جو حقیقی شجاعت رکھتا ہے وہ مقابلہ اور ترک مقابلہ میں جو کچھ قرین مصلحت ہو وہ اختیار کر لیتا ہے۔

(حضرت مسیح موعودؑ از اسلامی اصول کی فلاسفی صفحہ 53)

مرسلہ : ناصرہ احمد، کینیڈا

طلوع وغروب آفتاب

22 ستمبر 2021ء

	طلوع فجر	غروب آفتاب
مکہ مکرمہ	04:53	18:17
مدینہ منورہ	04:52	18:18
قادیان	04:55	18:25
ربوہ	04:35	18:05
اسلام آباد ٹلفورڈ	05:20	19:01